

۲۶۳
ش من

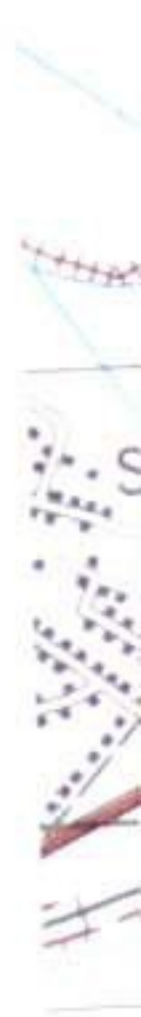
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْوَاخِضَاتُ



تصنيف و تالیف

صاحبه زاده
محمد مطلوب الرسول
نقشبندی مجددی قادری لقی بالله شریف

643/2



e
l

TEA
3
TO
EST
RIC
TE
-B

RE
fl
30
16
10
2
4

۵

خدمت مبارک میں
و میان سعید احمد منور و صاحب
فتور الف

643/2

بمقامت
مکمل الف

Handwritten text at the top of the page, possibly a title or reference number.

Handwritten text in the upper middle section of the page.



Vertical text on the right edge of the page, including the letters 'S', 'M', '34', 'DR', 'TE', 'O', 'EM', 'B4'.

بندگانِ حق رحیم و بردبار
خوئے حق دارند در اصلاح کار
مہربان بے شویاں یاری کنان
در مقامِ سخت در روزِ گراں

انوار حضرت للہی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اعلیٰ حضرت خواجہ غلام نبی للہی قدس سرہ کا

تعارف اور آپ کے ملفوظات

پر
مشمول سلوک و تصوف کا ایک نامور مجموعہ

۱۳۳۳ھ

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ محمد مظلوم الرسول نقشبندی مجددی قادری للہی
للہ شریف ضلع جہلم

(ایس ٹی پرنٹرز گوالمندی راولپنڈی فون ۷۲۸۱۸)

53345

انوار حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ	_____	نام کتاب
ستمبر ۱۹۸۶ء	_____	بار دوم
حضرت صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول	_____	ترتیب
ایس ٹی پرنٹرز راولپنڈی	_____	مطبع
دوسو	_____	تعداد
بارہ روپے	_____	قیمت

_____ ملنے کا پتہ _____

خاتقاہ عالیہ للہ شریف
ضلع جہلم

مُولانا روم

دی شیخ با چراغِ حق گشت گرد شهر
 کز دام و دودِ معلوم السام ارزو است
 زین بمریان سست عنام و لم گرفت
 شیر خدو رستم و دست نام ارزو است

گفتیم کہ یافت می نشود بیم ما
 گفت آنکہ یافت می نشود بیم ارزو است

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تصوف کے بارے میں احادیث

قال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لكل شَيْءٍ معدنٌ ومعدن التقوى
قلوب العارفين (عن ابن عمر جامع صغير للسيوطي)
ترجمہ: ہر چیز کے لئے کان ہے اور تقویٰ کی کان عارفین
کے قلوب ہیں۔

علم الباطن سرٌّ من اسرار اللّٰهِ عزّ وجل
وحكم من من حكم اللّٰهُ يقذفه في
قلوب من يشاء من عباده

(عن علي جامع صغير للسيوطي)

ترجمہ: علم باطن اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے ایک بھید
ہے اور اللہ کے حکم سے ایک حکم ہے، اپنے بندوں کے
قلوب میں سے یہ جس کے اندر چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔

باز گو اسرار و رمز مرسلین
 آشکارا بہ کہ پنہاں ستر دین
 فکر آں باشد کہ بکشا پید ہے
 راہ آں باشد کہ پیش آید شہ ہے
 برتر ند از عرش و کہ کسی و خلا
 ساکنان مقعد صدق خدا
 بس محال از تاب ایشان حال شد
 نحس آنجا رفت و نیکی فال شد
 ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا
 مڑوہ رازیشان حیاتست و نما

مولانا رومیؒ

تصوّف بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں

ترک دنیا سے مراد دنیا سے رغبت کا ترک کرنا ہے کہ نہ کسی کے آنے کی خوشی اور نہ جانے کا غم۔

(شیخ احمد مجدد الف ثانی ^{رحم})

گوشہ نشینی بے فائدہ اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔

(مجدد الف ثانی ^{رحم})

تصوّف کے معنی یہ ہیں کہ باری تعالیٰ تیری خودی کو تجھ سے زائل کر کے تجھے فنا کر دے، اور اپنے میں ملا کر تجھے زندہ و باقی کر دے۔

(جنید بغدادی ^{رحم})

وروشی یہ ہے کہ کسی چیز کی طمع نہ کرے جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے۔

(معروف کرخی ^{رحم})

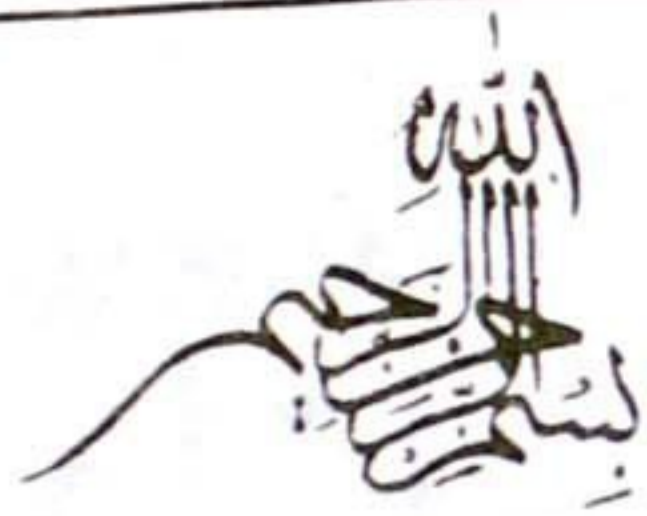
تصوّف اخلاقِ حسنہ کا نام ہے پس جو شخص تم پر اخلاقِ حسنہ میں فوقیت لے جائے سمجھ لو کہ وہ صفائیِ قلب میں بھی تم سے

بڑھ گیا ہے۔

(ابوبکر الکنانی ^{رحم})

عنوانات

صفحہ نمبر	
۶	پیش لفظ
۹-۱۰	ولادت و طفولیت و خاندان
۱۱	تعلیم و تربیت
۱۲	درس و تدریس
۱۵	بیعت و خلافت
۱۷	سندِ رشد و ہدایت
۲۱	شخصیت اور عظمت
۳۳	اخلاق و کردار
۳۴-۳۹	سفرِ آخرت و حلیہ شریف
۴۳	ملفوظات
۹۹	کچھ تصوف کے بارے میں
۱۰۴	شجرہ نقشبندیہ مجددیہ
۱۱۰	شجرہ عالیہ



پیش لفظ

آج اگرچہ متاعِ عشق اور دوائے دل بیچنے والوں کی دکانیں سوئی پڑی ہیں۔ اور ہر طرف مادی اجناس اور متاعِ مکرہ و فریب کی لین دین کی گرم بازاری ہے۔ پھر بھی اگرچہ عشق و محبت اور سوز و گداز کی جنس کمیاب ہے۔ لیکن نایاب نہیں۔ اور اس لئے گزرے دور میں بھی اس متاعِ گراں مایہ کے مخازن کا پتہ چلایا جاسکتا ہے، لیکن جستجو شرط ہے۔ جو لوگ تلاش و جستجو کے باوجود بھی اس گوہرِ مقصود کا سراغ نہیں پاسکے ہیں۔ ان کے لئے اللہ والوں کی صحبت کے برابر فیض حاصل کرنے اور اہل اللہ سے ایک قسم کی ملاقات کرنے کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ ان کے ملفوظات اور سیرت کا مطالعہ کریں۔

بقول مولانا رومی

چونکہ گلِ رقت و گلستانِ شہِ خراب

بوائے گل را از چہ جویم از گلاب

اہل اللہ کے ملفوظات و سیرت کے مطالعہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق مادیت و دنیا پرستی سے نفرت اور آخرت کی طلب و یاد دہلوں میں

جاگ اٹھتی ہے۔ اسی خیال کے پیش نظر راقم السطور نے اس صدی بھری کے مشہور معروف بزرگ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ کے روشن چراغ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام نبی لہوی قدس سرہ کے ملفوظات آپ کی سیرت اور سوانح کو مختصراً ان ملفوظات کے ساتھ ملحق کرتے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اس سے پیشتر اعلیٰ حضرت لہویؒ پر آپ کے عظیم خلیفہ محمد حسن خانؒ کوئلہ کیرت پوری یونی بھارت نے اپنی مشہور کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ میں آپ کی سوانح حیات مختصراً بیان کی ہے۔ غالباً طوالت کے خوف سے تفصیلاً بیان نہیں کر سکے۔ تاہم جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ ایک مفید مجموعہ ہے۔ آپ کے ایک اور خلیفہ مولانا امام الدین کھوکھی نے بھی آپ کے حالات نسبتاً تفصیل سے قلمبند کیے ہیں لیکن یہ کتاب فارسی میں ہے اور تاہنوز قلمی صورت میں ہے اور بوسیدہ ہو کر قریب ہے کہ خاک آلود ہو جائے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے حالات طیبہ پر ایک علییہ کتاب لکھی جائے۔ لیکن میں چونکہ اہل قلم نہیں اور علمی کم مائیگی بھی حامل ہے۔ نیز عدیم الفرست بھی ہوں۔ بنا برس تفصیل کسی اور پر چھوڑتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ کسی کو ہمت دے اور اس کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھائے۔

ناچیز سے جو کچھ ہو سکا اس کا مجموعہ آپ کے سامنے ہے میں نے مذکورہ بالا

ہر دو کتابوں کے علاوہ کئی ایک دیگر مستند کتب سے خوشہ چینی کی ہے۔ اور
اپنے بزرگوں سے سُننے ہوئے اقوال شامل کتاب کئے ہیں اور ہر چند کوشش کی ہے
کہ محض عقیدت کی بنا پر کہے گئے واقعات کو وہ صحیح ہی ہوں۔ نہ لکھوں بلکہ وہ جو سنداً
اور روایتاً ہر لحاظ سے شک و شبہ سے بالاتر ہوں۔ زیب قرطاس کروں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ہمت دے اور توفیق عطا فرمائے۔
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

مطلوب التَّسْوُل

جون ۱۹۷۳ء





نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ



راقم الحروف جس بابرکت ہستی کی سیرت و حالات پر کچھ لکھنا چاہتا ہے۔
 ضروری ہے کہ ان کے خاندان اور جائے رہائش کے متعلق بھی پہلے کچھ عرض کر دیا جائے۔

خاندان



آپ کا تعلق ایک معزز خاندان اعمان عرف سنادھا سے ہے۔ اعمانوں
 کا سلسلہ نسب خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ سے جا ملتا ہے۔ اعمان قوم میں
 آپ سے پندرہ پشت پہلے ایک بزرگ ثنا اللہ صاحب ہوئے جن سے سنادھا
 برادری کی ابتدا ہوئی۔

آپ کے والد گرامی کا نام قاضی حسن دین ہے۔ جو کہ اپنے علاقے کے مشہور
 عالم دین اور متقی تھے۔ آپ تہایت مضبوط قومی الحجۃ اور کریم النفس تھے مشہور

ہے کہ جب آپ تلاوتِ کلامِ پاک کرتے تو کئی فرلانگ تک وہ سُنی جاسکتی تھی
مسائلِ فقہی اور زہد و ورع کی وجہ سے مرجعِ خلائق تھے۔

جائے ولادت



قاضی حسن دین صاحب کے آباؤ اجداد نے صدیوں پہلے اللہ کی بے آبِ گیاہ
سرزمین کو اپنا وطن بنایا۔ اللہ جس کی اس وقت آبادی تقریباً ۱۲ یا ۱۳ ہزار کے
قریب ہے۔ ایک قومِ اللہ انصاری نے اورنگ زیب عالم گیر کے زمانہ میں یہاں آ
کر بستی بسائی۔ تقریباً تین صدی بعد اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حضرت کے وجود
باجود سے شرافت بخشی۔ اور اللہ شریف کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ شہر
کوہستان نمک کے دامن میں ۶ میل جانب جنوب آباد ہے اور نمک کی کان کھیوڑہ
سے تقریباً پندرہ میل مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ ایک
خشک خطہ ہے۔ لیکن خاصانِ الہی کا یہ ہمیشہ سے مسکن اور مرغوب رہا۔ اس
سرزمین کو پیر کھارا کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیر کرم شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وطن پسند فرما کر دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔ اب بھی آپ
کامزار مبارک زیارت گاہِ خواص و عام ہے۔

ولادتِ باسعادت



اس خطہ میں قاضی حسن دین صاحب کے گھر بقول مصنف حالات مشائخ
نقشبندیہ ۱۲۳۲ھ میں جمعرات کی رات حضرت کی پیدائش ہوئی۔

تعلیم و تربیت



آپ چونکہ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اس لئے بچپن سے ہی
تعلیم کی طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اپنے والد گرامی سے ہی صرف و نحو میراجی
شرح و قایہ خیالی وغیرہ کتب پڑھیں۔ نیز اسی دوران قرب و جوار کے علماء
سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ علوم متداولہ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کرنے
کے بعد آپ بنا بر جستجوئے مرید اوڈھروال نزد چکوال تشریف لے گئے۔ اس
زمانہ میں اوڈھروال علوم دینیہ کا مرکز ہوتا تھا۔ بعض کتب معقولات وغیرہ وہاں
ہی پڑھیں۔ بعد ازاں آپ نے پشاور جا کر حافظ محمد عظیم و حافظ دراز صاحب کا
شرف تلمذ حاصل کیا۔ حتیٰ کہ آپ وہاں ہی تمام علوم مروجه اور درس نظامی
کی بالکمال و اتمام تکمیل و تحصیل کے بعد مراجعت قرآن و دولت خانہ ہوئے۔ اور اپنے
والدین و رگوار کے زیر سایہ سنا رائے درس و تدریس ہوئے۔

درس و تدریس



آپ کا علمی پایہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کے حلقہٴ درس میں سترہ سترہ طلباء کی حاضری ہوا کرتی تھی۔ سب کے خورد و نوش اور قیام کے فیصل خود حضرت ذات گرامی تھی۔ حتیٰ کہ خلافت و اجازت کے بعد تو اکثر طلباء بمعہ اہل و عیال آپ کے پاس ہی آکر مقیم ہو گئے تھے۔ جن کے تمام اخراجات استاد شفیق ہی برداشت کرتے۔

روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ کوئی مولوی صاحب آپ کے حلقہٴ درس میں بطور امتحان داخل طلبا ہوئے تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ اس بے آب و گیاہ خانہ میں اتنے بھاری درس کا قیام اور پھر کفالت کے حقوق کیسے ادا ہوتے ہیں۔ جہاں بظاہر معاش و آمدن کے اسباب مفقور ہیں۔ وہ تین دن آپ کی خدمت میں رہے۔ اور بعد ازاں رخصت طلب کی۔ جب وہ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ آپ نے ان کو پیچھے سے جالیا اور فرمایا۔ مولوی صاحب ”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقٌ وَمَا تَوْعَدُونَ“ اور کہا رزق آسمانوں سے آتا ہے۔ جو وعدہ ہے وہ رہے گا۔ مولوی صاحب آپ کی بصیرت باطنی دیکھ کر سخت شرمندہ ہوئے اور طالبِ معافی ہوئے۔ آپ کا معمول تھا کہ دو بجے شب بیدار ہوتے اور غسل فرما کر تہجد اور ضروری وظائف کرتے۔ یہ سحری کا غسل موسمِ سرما ہو یا گرمہ ما زندگی کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ انتقال کے روز بھی غسل فرمایا۔ اکثر نماز تہجد میں تلامذہ

کلام پاک کرتے رہتے۔

بعد فراغت طلباء کو سبق پڑھانا شروع کرتے۔ سبق پڑھانے میں یہ امتیاز نہ تھا کہ کون سی کتاب پڑھانی ہے۔ یعنی پند نامہ کریم سے لے کر ہدایہ بیضاوی شریف اور معقول منطق کی آخری کتب تک خود ہی پڑھاتے۔ ایک عجیب معمول یہ تھا کہ ہر کتاب پڑھاتے وقت اس کی شرح ساتھ رکھتے، آپ کے خلیفہ اعظم خان محمد حسن خان لکھتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ پند نامہ شیخ عطار پڑھاتے ہیں اور شرح ساتھ رکھی ہوئی ہے۔ ہر طبقے یعنی ذہین غیر ذہین طالب علم سے سابقہ تھا۔ ضرب و کوب یا زجر تو بیخ تو بجائے خود رہا۔ کسی سخت آواز سے بھی کچھ نہیں فرمایا۔ اگر ایک مرتبہ کوئی طالب علم نہ سمجھے تو وہ جتنی دفعہ تکرار چاہتا آپ تکرار کر کے اس کو ذہن نشین کراتے اور بائیں ہمہ مزاج میں ذرا تغیر نہ آتا۔ لیکن جب وہ سبق سے فارغ ہو کر جانے لگتا تو وہ اتنا فرماتے کہ بھائی مطالعہ کیا کرو۔ بلا مطالعہ قوت ذہن پیدا نہیں ہوتی۔ تعلیم و تعلم کے زمانہ میں آپ نے علمی اور تحریری خدمت بھی سرانجام دی اور بعض اوق کتب کے حواشی اور شرح لکھے۔ نیز مسائل فقہی کو بحال تحقیق جمع کیا۔ لیکن افسوس کہ اب یہ آپ کی قلمی تحریریں تقریباً نایافت ہو چکی ہیں۔ اسی دوران آپ کے والد گرامی نے موضع نور خانیا والا میں آپ کی رسم نکاح ادا کی۔ آپ کے نہیال بھی اسی گاؤں میں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت عبداللہ شاد نوری کی سگی، ہمشیرہ تھیں جو رانجہ خاندان میں ایک مشہور بزرگ اور کامل ولی تھے۔ ان کا مزار موضع جاوہ میں آج بھی مرجع خلایق ہے۔

۱۰ حالات مشاع نقشبندیہ

شادی



حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی موضع نور خانو والا ضلع سرگودھا پنجاب کی مشہور قوم رانجھہ کے ایک متدین اور زمیندار گھرانے میں جناب کرم بخش صاحب کی دختر نیکا اختر سے ہوئی۔ یہ تعلق قربت داری حضرت کو اس قدر پسند تھا کہ اپنے فرزند گرامی حضرت خواجہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ (حضرت ثانی) کی شادی خانہ آبادی بھی اپنے سسرال کے خاندان میں کی۔

ہر دو عفت مآب خواتین نے اپنی ہنرمندی اور سلیقہ شعاری سے خاندان کی بے مثال خدمت کی۔ موجودہ اراضیات جو خاندان کے پاس ہیں۔ انہیں نے خرید فرمائیں اور حویلی تعمیر کرائی جو تاحال موجود ہے۔ حالانکہ پردے کی اتنی پابندی تھی کہ ساری عمر نامحرم کی شکل تک نہیں دیکھی۔

نور خانوی خاندان سے رشتہ قرابت داری کے علاوہ پیری مریدی کا تعلق بھی قائم ہو گیا تھا اور یہ تعلق اتنا پختہ تھا۔ کہ بعد میں حضرت ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا سراج دین صاحب نور خانوی کو جو کرم بخش صاحب کے پھوپھی کے فرزند تھے۔ خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت نور خانوی سے طریقہ عالیہ کی بے حد ترویج ہوئی اور ہزاروں کو فیض پہنچا۔ آپ کے خاندان میں تاہنوز اللہی خاندان کا تعلق قائم ہے۔ اللہم زد فرد

اولاد



اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے دو فرزند ارجمند تھے۔ بڑے صاحبزادہ حضرت حافظ خواجہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ (عرف حضرت ثانی) تھے۔ جو بعد میں آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

انوارِ مرتضوی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ثانی کو سرہند شریف میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ایما پر دستارِ خلافت بندھوائی گئی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فقیر کو ترود ہوا کہ دیکھئے نسبتِ خاصہ فقیر کی کس طرف منتقل ہوتی ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ امانت فرزندِ دوست محمد کو نصیب ہوگی۔

دوسرے صاحبزادہ حضرت حافظ گل محمد تھے جو عین جوانی میں آپ کے حینِ حیات ہی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

بیت و خلافت



حضرت کی بلند طبع اور استعدادِ کاملہ و کس و تدریس اور دیگر ہنگامہ ہائے زندگی و شغل ہائے گونا گوں پر قانع نہ ہوئی۔ کیوں کہ یہ تمام مشاغلِ حیات اور تو سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں۔ لیکن سکون اور اطمینان اللہ کے عرفان اور اسکی یاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور انعام ہوتا ہے۔ کہ وہ

اپنے کسی خاص بندے کو اپنے لیے چن لے اور اپنی یاد میں لگا دے۔ بندے کو جب وہ محبوب حقیقی کشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے۔ کہ وہ اس جان حقیقی کو دیکھ پائے اور اس سے راز و نیاز کرے۔ آخر جب اس طرف سے کشش اور اس طرف سے جستجو شروع ہو جاتی ہے۔ تو رحمت کا دریا جوش میں آجاتا ہے اور اپنے محب کے لیے غیب سے اسباب پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ملاقات کسی اپنے دوست سے کرائی جاتی ہے۔ اور عاشق محسوس کرتا ہے کہ جس کی طلب و جستجو تھی وہ یہیں موجود ہے۔

اسی اصول کے تحت اعلیٰ حضرت خواجہ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر جذب و شوقِ الہی جب غالب ہوا، تو آپ اللہ والے کی تلاش میں نکلے۔ خیال تھا کہ گوہر مقصود تونسہ شریف جا کر حاصل کریں۔ کیوں کہ اس زمانہ میں تونسہ شریف کی بڑی شہرت تھی۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب آپ پھرتے پھرتے شاہ پور شہر پہنچے جو اسی زمانہ میں ضلع کا صدر مقام تھا۔ اب اس کی جگہ سرگودھا نے لے لی ہے۔ تو وہاں رات آگئی۔ اور سنا کہ یہاں ایک مردِ کامل قصور شریف سے تشریف لائے ہیں۔ خیال پیدا ہوا کہ زیارت کی جائے۔ حضرت مفتی عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع جہلم کا بیان ہے کہ آپ حضرت پیرِ قصوریؒ کی خدمت میں ایک دن رات رہے۔ آپ کی کشش اور فیض و برکت نے مجبور کر دیا کہ بیعت کی جائے لیکن بظاہر ایک شرعی سقم مانع ہوا۔ وہ یہ کہ جب آپ نے نماز پڑھائی۔ تو قیام میں دونوں قدموں کے درمیان غیر

مستحب فاصلہ رکھا۔ اس لیے آپ نے دل ہی میں سوچ کر کہ اتنا تسامح بھی ایک کامل سے نہیں ہونا چاہیے۔ نماز کے بعد حضرت خواجہ پیر قصوری علیہ الرحمۃ سے اجازت حاصل کر کے رخصت ہونے لگے۔ تو شیخ قصوریؒ نے فرمایا مولوی صاحب جانے تو اجازت ہے۔ ویسے زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ فلاں عذر تھا۔ ورنہ مجھے معلوم ہے کہ یہ مستحب کے خلاف ہے۔ اللہ کے بندے جو اسیس القلوب ہوتے ہیں۔ حضرت بلہیؒ شیخ کی اس بصیرت پر فوراً قدموں میں گر پڑے۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ میں بیعت کر لی۔

شیخ کی تربیت



حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دایم الحضور می خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد آپ کو ایک ماہ اپنے ساتھ رکھا اور توجہ فرمائی۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ایک مخصوص قسم کا طریقہ توجہ رائج ہے جس کے ذریعے شیخ طریقت اپنے مرید کو نسبت القا کرتا ہے۔ اگرچہ آج کل اکثر نقشبندی حضرات نے توجہ کا وہ مخصوص طریقہ ترک کر دیا ہے۔ تاہم بعض میں ابھی وہی طریقہ رائج ہے۔ خصوصاً حضرت خواجہ پیر قصوری دایم الحضور می کے متوسلین میں۔ پورا ایک مہینہ نسبت القا کرنے کے بعد حضرت پیر قصوریؒ اپنے مخلص مرید حضرت بلہیؒ کو ایک دن تخلیہ میں لے گئے اور فرمایا کہ آج میرے شیخ شاہ غلام علی

دلہوی تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ مولوی غلام نبی کو کلاہ اجازت دے دو
نیز آپ نے فرمایا کہ یہ خواب کا واقعہ نہیں ہے۔ بیداری میں حکم دیا ہے۔ چنانچہ
یہ کلاہ اجازت ہے۔ اور طریقہ توجہ بھی تعلیم فرمایا۔ جو کہ آج تک آپ کے خاندان
میں رواج پذیر ہے۔

شیخ دانانے اپنے ہونہار مرید کی علو استعداد کو بھانپ لیا۔ چنانچہ قلیل عرصے
میں تمام مقامات مجددی طے کرا کر دستارِ خلافت اور بشارات حصول نسبتِ خاصہ
سے سرفراز فرمایا اور خلعتِ مخصوصہ پیش گاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
دلو کر رخصت فرمایا۔ جس طرح حضرت پیرِ قصوریؒ اپنے ایک خلیفہ مولانا غلام محمد ریالی
کو ایک مکتوب میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ مکتوب کا اقتباس بعینہ درج ذیل
ہے۔

حضرت مولوی غلام نبی کہ مروے کامل الاستعداد بود۔ از موضع بلد کہ
قریب بھیرہ است۔ در ماہ کتک ما ضیہ برائے کسب نسبت احمدیہ مجددیہ
نزد فقیر تشریف آوردند شش ماہ بایں شغل مشغول شدند و سلوک
راتا حقیقتہ الحقائق رسائندہ مرتخص شدند از استعداد او
شاں چہ نوشتہ آید کہ بے نظیر بودند۔ باری اللہ فیما
اعطا۔

ترجمہ: حضرت مولوی غلام نبی جو ایک مروے کامل الاستعداد ہیں۔ از موضع بلد جو
بھیرہ کے قریب ہے۔ گزشتہ ماہ کتک میں برائے کسب نسبت احمدیہ

۱-۲ حالات مشائخ نقشبندیہ ۳۰ مکتوب ۱۹۷۷ حضرت پیرِ قصوری دائم الحضور ص ۲۷

مجدویہ فقیر کے پاس تشریف لائے۔ چھ ماہ اس شغل کے ساتھ مشغول رہے اور سلوک کو تا حقیقتہ الحقائق پہنچا کر رخصت ہو گئے۔ ان کی استعداد سے کیا لکھا جائے کہ وہ اپنی مثل نہیں رکھتے تھے۔ بارک اللہ فیما اعطاہ مقامات طہین کے فاضل مصنف لکھتے ہیں کہ مرشد قصوریؒ کی زندگی میں حضرت للہی نے نومرتبہ تصور پر نور الکتاب فیض کے لیے حاضر فرمادی۔ جب آپ کا یقین مراقبہ حقیقت قرآن پر آیا تو حفظ قرآن مجید کا شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے چند ماہ اور بروایت چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں سنا دیا۔ حضرت پیر قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے مخلص مرید کے قرآن مجید حفظ کر لینے کا مرثدہ سنا تو آپ اپنے مکتوب چہارم میں مندرجہ ذیل عبارت حضرت للہیؒ کو لکھتے ہیں:

مکتوب ۱۲ حضرت پیر قصوری

از مرثدہ حفظ کلام اللہ شریف چند سرور موفور ظہور نمود کہ از حیطہ تحریر متجاوز گرید فحمد للہ ثم حمد للہ حفظ کلام الہی خصوصاً اہل آگاہی را نعمتی است کہ بیچ نعمت برابر آن نتواند شد قادر کریم فائز گرداناد بالنہی و آلہ الامحباب۔
ترجمہ: کلام اللہ کے حفظ کرنے کی خوشخبری سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ الحمد للہ

حفظ کلامِ الہی خصوصاً اہلِ آگاہی کے لئے ایک ایسی نعمت ہے کہ کوئی نعمت بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ بطنیل نبی کریم وآلہ الامجاد یہ دولت نصیب فرمائے۔

حضرت للہی کی تصور شریف میں قیام کے دوران لنگر کے لئے جلمانے کی لکڑیاں پھاڑنا ان کے فرائض میں سے تھا۔ اور یہ کام آپ نہایت حسن و خوبی سے انجام دیتے تھے۔

حضرت مفتی عطا محمد صاحب رتوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب آپ تصور شریف رہا کرتے تھے۔ تو اپنی لگن میں اتنے مگن رہتے تھے کہ ایک دفعہ آپ کا گھر سکھوں نے لوٹ لیا۔ والد گرامی نے آپ کو تصور شریف خط بھیجا کہ آپ جلد واپس آؤ۔ لیکن وہ خط اور دیگر جتنے خطوط بھی گھر سے گئے بغیر کھولے اور پڑھے ایک گھڑے میں ڈال دیتے حتیٰ کہ مرشد نے جب خود ہی گھر جانے کی اجازت فرمائی۔ تو وہ سب خطوط کھول کر پڑھے اور اپنے شیخ سے دُعا چاہی۔ حضرت کو جب یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ تو آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ طالبِ مولیٰ کو ایسا ہی استقلال چاہیے تاکہ راہِ سلوک میں کوئی پریشانی حاصل نہ ہو۔

اپنے شیخ کے ادب و احترام کا یہ حال تھا۔ کہ باوجود اجازت و خلافت کے مرشد کے حینِ حیات کسی کو بیعت نہیں فرمایا۔ کوئی طالب اگر بیعت کی

باعث ہوتے ہیں۔

معمولات شبانہ روز

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

ابتداء سے لے کر انتہائے زندگی یہ معمول رہا کہ آپ ڈونبجے بیدار ہو کر غسل فرماتے اور یہ غسل گرمی ہو یا سردی قضا نہ ہوتا۔ اور تہجد ادا فرماتے تہجد کے نوافل میں اکثر قرآن مجید کی منزل پڑھتے۔ ضروری وظائف وغیرہ سے فارغ ہو کر سحری ہی سے طلباء کو اسباق پڑھانا شروع کر دیتے۔ صبح تک یہی مشغول رہتا۔ پھر صبح کی امامت بہ نفس نفیس خود فرماتے۔ قرأت اکثر طوالمفصل پڑھتے نماز کے بعد حلقہ توجہ شروع ہو جاتا۔ طالبان سلوک حلقہ مار کر گردا گرد بیٹھ جاتے۔ اور آپ باری باری سب کو توجہ فرماتے۔ جب آفتاب بلند ہو جاتا تو الحمد للہ بلند آواز سے کہتے اور دُعای مانگ کر حلقہ ختم کر دیتے اس کے بعد نماز اشراق ادا ہوتی گاہ گاہ بعد حلقہ حکایات اولیاء کرام بیان فرماتے۔

برخواست حلقہ پر طالبین اور خود حضرت پر عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ کسی پر ذوق و شوق غالب ہوتا تو کوئی مغلوب نسبت استہلاک و اضحلال ہوتا کسی پر حالت عروج وارد ہوتی تھی۔ اور کسی پر نزول کوئی نسبت ولایت سے سرشار ہوتا کوئی کمالات علیہ میں مستغرق ہوتا۔ کوئی

53345

لق سے بہرہ یاب اور حضرت مثل محبوب رعنا چشم میگوں سے جس
رف دیکھتے تھے۔ کچھ اور ہی لطف دیتا تھا۔

بعد نماز اشراق دعا حزب البحر وغیرہ پڑھتے۔ بعد ازاں پھر
بار کو سبق پڑھانا شروع کرتے۔ اور یہ شغل دس بجے تک رہتا دس بجے
بعد گھر میں کھانا کھانے تشریف لے جاتے۔ گھر سے اول درویشوں کا
انا بھجاتے بعد میں خود تناول فرماتے۔ کھانے کے بعد حلقہ نساء ہوتا جو
زیبا ایک گھنٹہ جاری رہتا۔ تاکہ مستورات بھی نسبت سے محرم نہ رہیں۔
حلقہ نساء سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف لاتے اور یہیں قیلولہ ہوتا
ن کہ مؤذن اذان کہتا آواز سنتے ہی فوراً نماز ظہر کی تیاری میں لگ جاتے۔
ظہر کے لیے بھی غسل کرتے۔ مسواک بھی ضرور کرتے۔ نماز کے بعد پھر طلبا کو
سبق پڑھاتے حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہو جاتا۔ نماز عصر کے بعد ختم مجددیہ پڑھا
تا۔ ختم کے بعد حلقہ توجہ قائم ہوتا اور مغرب کے قریب تک یہ شغل رہتا کچھ
یہ کے بعد نماز مغرب کا وقت ہو جاتا۔ نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھتے جو کہ
مات خواجگان کی طرف منسوب ہے۔ بروایت صاحب مقامات طیبین وہ یہ ہیں:
۱۔ خواجہ عبدالحق مجددی ۲۔ خواجہ عارف ریوگری
۳۔ خواجہ محمود الخبیر فضنوی ۴۔ خواجہ علی رامینی
۵۔ خواجہ حضرت بابا ساسی ۶۔ خواجہ امیر کلال
۷۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ

۱۔ حالات مشائخ نقشبندیہ

ختم خواجگان کے بعد پھر مختصر سا حلقہ ہوتا اور حلقہ کے بعد اگر کوئی داخل طریقہ ہونا چاہتا تو یہی وقت اس کے لیے مقرر ہوتا۔

نماز جمعہ کی امانت خود ہی فرماتے۔ معمول تھا کہ خطبہ جمعہ از تصنیفات حضرت پیر قسوری دائم المحضوری پڑھتے اور نماز جمعہ کے بعد تا عصر و عظ کی مجلس قائم رہتی کبھی مولوی صاحب دین محمد صاحب کو حکم ہوتا کہ جمعہ کے بعد وعظ کریں۔

طریقہ بیعت

○○○○○○○○○○

آپ کے خلیفہ اعظم مصنف حالات مشائخ نقشبندیہ نے لکھا ہے کہ آپ طریقہ قادریہ میں طالب کو بیعت کرتے۔ اور سلوک مجددیہ طے کرانے کیوں کہ حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عنوان طریقہ مجددیہ یہ قرار پایا ہے کہ شیخ طالب کو چاہے جس طریقہ میں داخل کرے مگر سلوک مجددیہ طے کرانے۔

داخل طریقہ کرنے کے بعد معمول تھا کہ اول خود توجہ فرماتے۔ بعد کسی مجاز کے سپرد کر دیتے۔ تاکہ جمیع لطائف میں ذکر اللہ جاری کر دے۔ یہ مجلس نماز عشاء تک جاری رہتی۔ اس کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور درویشوں کے لیے کھانا بھجاتے۔ درویشوں کے دونوں وقت کا کھانا حضرت کے گھر سے ہی تیار ہو کر آتا تھا۔ اور باہر ایک درویش تقسیم کرتا تھا۔ خود بھی اسی وقت کھانا تناول فرماتے اور پھر

تقریباً حلقہٴ نساء ہوتا۔

جب خور و نوش سے فارغ ہو جاتے تو نمازِ عشاء ادا ہوتی۔ اوقاتِ خمسہ امامت کے فرائض خود ہی سرانجام دیتے۔ عشاء کے بعد بسترِ استراحت پر شریف لے جاتے۔

مصنف مقاماتِ طیبین نے لکھا ہے کہ پہلے نمازِ عشاء پڑھتے پھر کھانا وغیرہ تناول ہوتا۔ بہر حال دونوں صورتیں ہوتی ہوں گی۔ گاہے چنیں گاہے چناں۔

معمولِ رمضان شریف



یہ معمولِ رمضان شریف میں کچھ بدل جاتا۔ ایامِ صیام میں سحری کے نوافل کے بعد دورِ قرآن شریف ہوتا۔ ایسے ہی تمام دن تلاوتِ قرآن شریف اور دور کے شغل میں گزر جاتا غرضیکہ رمضان شریف میں سوائے تلاوتِ قرآن شریف اور حلقہٴ توجہ تمام مشاغل ختم کر دیتے۔

مصنف حالاتِ مشائخ نقشبندیہ لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں احقر حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور جون جولائی کے روزے تھے۔ حضرت کا سن عمر ستر سال کا تھا۔ جو ان لوگوں کا چہرہ تشنگی کے باعث بگڑ جاتا تھا۔ اور وہ نڈھال ہو جاتے۔ لیکن اعلیٰ حضرت بلا تکلف دورِ قرآن شریف میں مشغول رہتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک قرآن شریف کا دور کرتا رہتا ہوں۔ بھوک پیاس کچھ معلوم

۱۔ حالاتِ مشائخ نقشبندیہ

نہیں ہوتی۔ اور واللہ یہ حقیقت تھی۔ کہ ہم لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ اگر شدتِ پیاس کی حالت میں آپ کے پاس چلے جاتے تو پیاس جاتی رہتی اور باوجود اس سن و سال اور شدتِ گرمی وغیرہ سے آپ آرام کی تلاش بھی نہ کرتے تھے۔ ایک روز انہیں ایامِ صیام میں کہ تو اور گرمی انتہائی عروج پر تھی۔ اور آپ دالانِ مسجد میں بیٹھے تھے۔ راقم الحروف نے عرض کیا یہاں بہت گرمی ہے اور تو بھی ہے۔ اندر تشریف لے چلیں وہاں کس قدر امن ہے۔ فرمایا ڈر لگتا ہے کہ کہیں نفس آرام پا کر سرکشی نہ کرنے لگے۔ اس لئے یہاں یہی بہتر ہے۔

معمولِ سفر



سفر میں معمول تھا کہ بعد عصر و عشاء فرماتے اور اس میں پند و نصائح کے علاوہ دعاؤں، رافضیوں کی مذمت فرماتے۔ آپ کی مجلس و عطا تصوف کے عقائد و قوانین پر مشتمل ہوتی تھی۔

مسندِ ارشاد



آپ کی تبلیغ سے ہزاروں نے رشد و ہدایت پائی۔ اور لاکھوں راہ بھٹکنے والوں کو راستہ ملا۔ مجالس و اعظ میں دلائل اور زورِ بیان سے بدعقائد لوگوں کی قوت گویائی بند ہو جاتی تبلیغِ دین اور مخلوقات کے اصلاح احوال کیلئے مختلف اضلاع کے متعدد دفعہ سفر کیے۔ خصوصاً اضلاعِ گجرات، سرگودھا، گوجرانوالہ، لائل پور، بجنور، لوی

۱-۲ مصنفِ حالاتِ مشائخ نقشبندیہ

جہلم اور لاہور میں تو تبلیغی مراکز قائم تھے۔ اور اپنے خلفاء و شاگردین کے ذریعے
یہ کام ہر وقت جاری رکھتے۔ تاکہ مشتاقانِ علوم و تشنگانِ معرفت سیراب ہو کہ
اپنی مرادوں سے دامن بھر لیں۔ حضرت خواجہ لہٹی کے فیض یافتگان میں سے آپ کے
فرزند ارجمند حضرت خواجہ دوست محمد صاحب لہٹیؒ و حضرت مفتی امام الدین صاحبؒ
رتوی۔ حضرت خواجہ غلام حسن ڈھڑیانی۔ حضرت غلام مرتضیٰ صاحب بیرویلوی خان
محمد حسن خان، بجنوری و سائیں رحیم خان صاحب عرف سائیں چٹیا نوالہ گجراتی
اور مولانا محمد اللہ جوایا صاحب اپنے زمانہ کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ حضرت لہٹیؒ نے
تزکیہٴ نفس کی بھٹی میں ڈال کر انہیں کندن بنایا تھا اور وہ رنگ چڑھایا کہ ہزاروں
مخلوقات ان سے فیض یاب ہوئی اور لاکھوں کو علم و عرفان کی دولت نصیب ہوئی۔
ان کے علاوہ دیگر کئی خلفاء جن کا ذکر باعث طوالت کتاب ہوگا۔ اسی تزکیہٴ
نفس کی بھٹی سے نکل کر دوسروں کیلئے باعثِ ہدایت ہوئے اور صد ہا لوگوں کو فیض
بخشا۔ اگر آپ کے خلفاء کے کارنامہ ہائے زندگی بیان کیے جائیں تو ہر ایک کے لئے
ایک علیحدہ کتاب درکار ہوگی۔

مناظرہ



حضرت خواجہ لہٹیؒ کو کئی موقعوں پر بد عقائد لوگوں سے مناظرہ کی بھی نوبت
آئی۔ حضرت قبلہ عالم مفتی عطا محمد صاحب رتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ
کو جب بھیرہ میں نور الدین جو اس زمانہ میں وہابی عقائد رکھتا تھا۔ مناظرہ کی دعوت

وی۔ بھیرہ میں مناظرہ ہوا۔ نور الدین اور اس کی پارٹی کو اتنی شکستِ فاش ہوئی کہ وہ مسجد چھوڑ کر بھاگ گئے اور گجرات جا کر حضرت پرہتکِ عزت کا دعویٰ کر دیا۔ اُس زمانہ میں عیسائی حج ہوا کرتے تھے۔ آخری تاریخ پر مقدمہ کے فیصلہ کے بارے میں آپ کو کچھ تردد اور پریشانی ہوئی۔ جب تاریخ پر جاتے ہوئے گجرات کے قریب پہنچے۔ جہاں فیصلہ ہونا تھا۔ تو ایک مجذوب مغلوب الحال نے آگے آکر استعجاب کیا اور یہ شعر پڑھا۔

أَعْيَادُ الْمَسِيحِ يَخَوِّفُ صَحْبِي
وَتَحَنُّنُ عَبْدٍ مِنْ خَلْقِ الْمَسِيحِ

• ترجمہ: کیا مسیح کے بندے میرے دوست کو ڈراتے ہیں۔ حالانکہ ہم اُس کے بندے ہیں۔ جس نے مسیح کو بھی پیدا کیا۔

یہ شعر سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے کہ اس کو تسلی دو۔ القصہ مخالف شکست کھا کر خائب و خاسر ہوئے۔

کرامات



اہل اللہ سے کرامات اور خرقِ عادات افعال کا سرزد ہو جانا ناممکن نہیں ہے۔ اہلِ حقائق ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی کرامت یا واقعہ ان سے خلافِ عادت سرزد نہ ہو۔ جس کی وجہ سے ان کا امتیاز سامنے آئے۔ حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں۔ اہل اللہ کو لوگوں میں یکے ازیشان

تا چاہیے۔ نیز صوفیاء کا قول مشہور ہے کہ الاستقامت۔ فوق الکرامت۔
 حضرت خواجہ خواجگان نقشبندؒ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپ نے
 فرمایا۔ کہ کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں۔
 ہنس نہیں جاتا۔ تاہم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوسروں سے ممتاز رکھنے کیلئے
 ان سے کرامتیں ظاہر کر دیتا ہے۔

چنانچہ برکت حاصل کرنے کے لئے بطور مشق نمونہ از خروارے دو چار ذکر
 رک کے میں بھی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن سے آپ کی شخصی عظمت بھی نمایاں ہوگی۔
 و در شان ولایت کی رفعت بھی

کرامت



حضرت کے زمانہ میں بد شریف میں پینے کے پانی کی بڑی کمی تھی۔ شہر
 میں چند مساجد کے اندر کنوئیں تھیں۔ وہ بھی کڑوے پانی کے۔ یا ان میں پانی اتنا کم
 تھا کہ وضو کے لئے بھی کفایت نہ کرتا۔ اہالیان شہر جب بارش ہوتی تو اس
 کا پانی تالابوں میں جمع کر لیتے اور وہی بوقت ضرورت استعمال ہوتا اس کے
 بغیر کوئی پانی کا ذریعہ نہ تھا۔ خشک سال میں سب شہری مر یاد کر اٹھتے۔ اعلیٰ حضرت
 کے والد گرامی نے جب آپ کی شادی کی تو اہالیان شہر کی دعوت کی تو آپ نے
 فرمایا کہ اس رسمی دعوت کے بعد ہم آج رات ایسی دعوت کا اہتمام کریں گے
 کہ قیامت تک آپ لوگ اس دعوت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ دعویٰ

بڑے خوش ہوئے اور پوچھا کہ وہ دعوت کیلئے ہے۔ فرمایا کہ پانی۔ پانی کا نام ہے
 ہی ہر فرد خوشی سے پھولنے لگا۔ لیکن اُس کے لئے جگہ کے انتخاب میں اختلاف
 حضرت نے فرمایا کہ صبح خود بخود ہی وہاں مٹی پر نشان لگا ہوگا۔ مطمئن رہو
 جب صبح ہوئی تو حضرت اُس جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں کدال سے نشان
 تھا۔ آپ نے وہاں کنواں کھودنے کا حکم دیا۔ جب کھدائی ہو چکی تو نہایت شہ
 اور خوش مضم پانی آیا۔ ایک پیاسی خلقت کو پہلی دفعہ کنوئیں کا میٹھا پانی نصیب
 ہوا۔ خوشی کے مارے ہر گھر میں شادیاں بچے۔ وہ کنواں تاہنوز آباد ہے۔
 اس سے سب خورد و کلاں سیراب ہو رہے ہیں۔ موجودہ تھانے کے قریب وہ آ
 بھی اپنی پیرانی داستان لئے موجود ہے۔ اور ”میانہ کھوہ“ کے نام سے مشہور
 اس کا پانی اتنا صحت مند ہے کہ لوگ دُور دراز سے اس کنوئیں کا پانی منگوا کر پیتے

جلال و جمال کا امتزاج



جلال: حضرت منشی غلام محمد خلیفہ حضرت ڈھڈیانی
 کرتے ہیں کہ شہر کے کسی صاحب اقتدار شخص نے مسجد کی پتلی پر بیٹھ کر
 یعنی چھاچھ سے تین دن لگاتار سر کو دھویا۔ اعلیٰ حضرت لہی تے طلباء کے ذریعہ
 اس کو روزانہ منع کرایا کہ اس طرح پتلی کی نالی بدبو سے بھر جائے گی۔ اور یہاں
 وضو کرنا محال ہوگا۔ لیکن اُس کو منع کرنے سے چڑ ہو گئی۔ جب کہ تیسرے دن

وہ آیا تو آپ نے دیکھا کہ وہی شخص باوجود منع کرنے کے آج پھر وہی حرکت کر رہا ہے۔ تو آپ غصے سے لال پیلے ہو گئے اور ایک درویش کو حکم دیا کہ اس کو جوتے لگاؤ۔ لیکن وہ یہ ہمت نہ کر سکا اور اس نے توقف کیا۔ اُدھر وہ شخص ابھی تپنی پر ہی بیٹھا تھا کہ تڑپنے لگا۔ اور تڑپ تڑپ کر وہیں جان بحق ہو گیا۔ یہ منظر سب دیکھ رہے تھے۔ آپ درویش کو غصے ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو اس کو جوتے لگا دیتا تو اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا اور اس کی جان بچ جاتی۔

جمال



آپ کے پڑوس میں ایک شخص آپ کا پیر بھائی حضرت پیر قصوری دائم الحضورمی کا نہایت مخلص مرید تھا۔ لیکن آپ کے وہ ہمیشہ خلاف رہتا۔ مسجد میں اگر آپ امامت فرماتے تو وہ الگ جماعت شروع کر لیتا۔ نیز ہر طرح سے اس نے زندگی بھر ایذا رسانی کی ٹھان رکھی تھی۔ لیکن آپ نے پوری عمر اس لے خلاف ایک کلمہ بھی زبان مبارک سے نہ نکالا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ طاعون میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے گل محمد صاحب کا انتقال ہو گیا تو اس شخص نے راستے میں بیٹھ کر آپ کا راستہ بند کر دیا۔ تاکہ آپ مسجد میں نہ آسکیں۔ آپ تشریف لائے، تو اس کو کہا کہ مسجد کا راستہ دو۔ لیکن وہ راستہ سے نہ ہٹا۔ آپ کافی دیر خاموشی سے کھڑے رہے۔ آخر آپ نے فرمایا۔

کہ آج کے پُر ملاں دن میں بھی اس کو میرا احساس نہیں۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی چلا گیا۔ اور راستہ مل گیا۔ آپ اپنے عزیز کی تکفین و تدفین سے فارغ ہو کر واپس آئے ہی تھے کہ وہ شخص بھی بیمار ہو گیا۔ اور اسی بیماری میں دوسرے دن چل بسا۔ آپ اس کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ جنازہ خود پڑھا اور تدفین تک ساتھ رہے۔ جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پیر کی لاج رکھ لی۔ آج یہ شخص دنیا سے ایمان لے کر مرا ہے۔

اپنے بزرگوں سے استمداد



حضرت مفتی عطا محمد رموی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر مقلدین نے شکست کھا کر آپ کے خلاف عدالت میں نالیش کر دی۔ آپ سخت متفکر ہوئے۔ کیوں کہ فریقِ مخالف بااثر تھا۔ آپ نے اپنے خلیفہ حافظ فضل محمد صاحب جو کشف میں درجہ اتم رکھتے تھے۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ خواجگان نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کریں۔ کہ ہمیں اس مقدمہ کی بڑی پریشانی ہے۔ فضل محمد نے گوشہ تنہائی میں جا کر حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کچھ قید ہوگی اور کچھ جرمانہ بھی ہوگا۔ تو اعلیٰ حضرت للہی نے اپنے خلیفہ فضل محمد کو فرمایا۔ کہ پھر عرض کرو۔ کہ اتنی ہمیں برداشت نہیں ہے۔ فضل محمد نے پھر عرض کیا تو حضرت

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا اللہ تعالیٰ نے قید معاف کی لیکن تیس روپے جرمانہ ہو جائے گا۔ جب آپ تاریخ پر تشریف لے گئے۔ تو تیس روپے بھی ساتھ لیتے گئے۔ چنانچہ حج نے تیس روپے جرمانہ کر دیا۔ حضرت لکھی جب گھر تشریف لائے۔ تو پھر اپنے خلیفہ فضل محمد کو فرمایا۔ کہ حضرت خواجہ سے عرض کریں کہ یہ تیس روپے درویشوں اور غریبوں کے کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیں واپس دلوادیں۔ چنانچہ مطابق حکم حافظ صاحب نے جب عرض کی تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اپیل کر دو۔ وہ بھی واپس آجائیں گے۔ چنانچہ آپ نے وہیں بیٹھے اپیل کر دی۔ اور ایک ماہ بعد وہ تیس روپے بھی واپس آ گئے۔

اخلاق و عادات



آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا۔ کشف و کرامت کا آپ کی مجلس میں نام ہی نہ تھا۔ کبھی اپنا کوئی الہام یا مکاشفہ ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ اتفاقاً کسی خاص موقع پر کلام کا مبتدا اور خبر کاٹ کر اشارہ کچھ فرمادیا کرتے۔ جو اچھی طرح سمجھا نہ جاتا تھا۔ یا صاحب اور اک لوگوں پر ازراہ درک واضح کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ کے خلیفہ اجل حافظ فضل محمد کو یہ گمان ہوا۔ کہ حضرت اکثر کوئی کشف کی بات ہو تو مجھ سے دریافت فرماتے ہیں۔ یا کشف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس لیے مجھ میں یہ کمال بہت زیادہ ہے۔

یہ خیال آتے ہی آپ کے حلقہ میں مراقبہ کیا۔ کہ عالم کشف میں دیکھا کہ سامنے ایک دریائے معرفت ٹھاٹھیں مار رہا ہے جس میں کہ میری طرف ایک نالی نکل کر آرہی ہے اور میں بھی سیراب ہو رہا ہوں۔

آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ بسا اوقات ہنرے جمع میں اپنے متعلق ایسی بات فرمادیتے کہ سنکر شرم آجاتی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ کہیں باہر تشریف لے گئے۔ جب شہر قریب آیا تو سارا شہر استقبال کو آمند پڑا ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ہجوم خلاق سے کچھ فخر نہ کرنا چاہیے۔ کہ یہ لوگ بندریا ریچھ والے کے پیچھے بھی ہو لیتے ہیں۔

پیران سلسلہ کی اولاد یا ان کے شہر کا بھی کوئی رہنے والا ہوتا تو اس کی بھی نہایت تعظیم و تکریم فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دہلی کا ایک شخص آپ کے پاس رہتا تھا۔ چونکہ دہلی میں پیران سلسلہ کے مزارات پڑے انوار ہیں۔ اس کی رعایت سے اس شخص کی نہایت خاطر داری فرماتے۔ ایک دفعہ کسی طالب کی بات پر وہ ناراض ہو گیا۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا۔ کہ میری پگڑی لیجاؤ۔ اور اس کے قدموں پر رکھ کر راضی کرو۔ یہ تھا انکسار کا کمال۔

صاحب انوار مرتضوی لکھتے ہیں کہ آپ کے فیض باطن کی وہ تاثیر تھی کہ جو شخص چند روز بھی مجلس اقدس میں بہرہ یاب ہوا۔ متقی اور پرہیزگار ہو گیا۔ جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور توجہات خاصہ سے فیضیاب ہوا وہ پیشواے عارفین ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں بیٹھنے والوں کے چہروں پر

لے لے حالات مشائخ نقشبندیہ

ایک خاص رونق اور نورانیت آجاتی تھی۔ جس کو اصل بصیرت دیکھ کر ان کے نورِ باطن کی دلیل تصور کرتا تھا۔ آپ کے اہل مجلس تہذیب و اخلاق اور اتقائیں بے مثل ہو جاتے تھے۔

مخالفینِ اہل حق مثل فرقہ نجدیہ و بابیہ و روافض و دہریہ کے ساتھ آپ کو بہت دفعہ بحث و مباحثہ کا اتفاق ہوا۔ انفاکس قدسیہ کی برکت سے فرقہ ہائے مذکورہ کے اعیان اس ملک سے قلیل الوجود ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ بیر بلوی جو آپ کے خلیفہ اعظم تھے۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت کی ذاتِ بابرکات میں استقامت جو فوق الکرامت ہے اس درجہ کی تھی کہ شاید سابقین اولین میں ایسی ہو۔ ورنہ اس زمانہ میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ تہذیب و اخلاق میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک آفتاب کی مثل چمکتا تھا۔ آپ کے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ خدمت سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ ہزار ہا آپ کے فیض سے سیراب ہو کر مرجعِ خلافت ہوئے۔

سفرِ آخرت



صورت از بے صورتی آید بڑوں

باز شد اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دنیا میں کسی چیز کو دوام نہیں۔ یہاں ہر شے فانی ہے۔ اور کُلُّ مَنْ عَلَيَّهَا فَاَنّٰ كَا حَكْمِ هِرَّانَ نَافِدٌ هِيَ۔ یہاں صرف اللہ کی ذات باقی ہے اور باقی رہے گی۔

اس تماشا گاہِ عالم میں ایک دروازے سے ہم داخل کئے جاتے ہیں تو تماشا دیکھ کر دوسرے دروازے سے نکلنے کا حکم مل جاتا ہے۔ تاکہ نئے آنے والوں کے لیے جگہ خالی ہو۔ یہ قانونِ قدرت سب پر لاگو ہے۔ اپنے اور غیر کی کوئی تمیز نہیں ہاں غیر اپنی غیریت کی وجہ سے یہاں سے جا کر واقعہ فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن اپنوں کے لیے وہاں بھی بقائے دوام کی خوشخبری ہے

سے ہرگز نہیں دآنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

یہ لوگ مرتے نہیں بلکہ ایک جہاں سے دوسرے جہاں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اسی نقل مکانی کا نام موت ہے۔ اسی سفرِ آخرت کا جوں جوں

وقت قریب آتا ہے۔ تو انتظار کی گھڑیاں شدید ہوتی جاتی ہیں۔ تاکہ یو وصل
المحبیب الی المحبیب کی نوید مسرت سے جلد ہمکنار ہوں۔ اُن کے یہ دن
انتہائی خوشی اور عروسی کے دن ہوتے ہیں۔

عروسی بود نوبتِ ماتمت

اگر نیک روزے شود خاتمت

اسی طرح خان محمد حسن خان صاحب اعلیٰ حضرت دہلی کی وفات کا واقعہ
اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے حضرت کی وفات کا عینی مشاہدہ
کیا ہے۔ لہذا انہی کے الفاظ میں یہ واقعہ ملاحظہ ہو۔ وہ فرماتے ہیں :-

حضرت کے صاحبزادہ میاں گل محمد صاحب کا دباہیضہ میں جب
بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کو انتقال ہوا۔ اور لوگ تعزیت کے
واسطے آتے اور کلمہ تعزیت عرض کرتے۔ آپ فرماتے کہ ہم کیا یہاں بیٹھے رہیں
گے۔ ہم بھی چلنے کو تیار ہیں۔ رنج کس بات کا کریں۔ اسی زمانہ میں ایک طالب علم
آیا۔ اور اُس نے پڑھنے کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک
سفر درپیش ہے۔ اگر وہاں نہ گیا تو تم فلاں وقت آنا سبق شروع کرادیں گے۔
اتفاقاً جس وقت آپ کو دفن کر رہے تھے۔ وہ طالب علم آیا۔ اور اپنا قصہ
مذکورہ بالا سنایا۔ راقم الحروف بھی جس قدر خدمت میں رہتا کچھ نہ کچھ علم
ظاہری میں آپ سے شغل رکھتا۔ انہیں ایام میں مکان سے خدمت اقدس

میں حاضر ہوا تھا۔ میں نے کسی کتاب کے شروع کرنے کی درخواست کی۔ فرمایا کہ
 شنبہ کے روز کہ اس روز ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ تھی) دیکھا جائے گا۔
 اتفاقاً اسی روز آپ کو تپ دکہ یہی مرض موت تھا، لاحق ہو گئی۔ مگر نہایت
 خفیف درجہ میں کہ اس کی وجہ سے آپ نے غسل بھی ناعہ نہ فرمایا۔ یک شنبہ آئندہ
 کو فرمانے لگے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ مرنے کے بعد وہاں آرام ملے گا۔
 تو اب مرنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انتقال کے روز صبح کو فرمانے لگے۔ کہ آج
 حضرت پیرِ قصوریؒ کو دیکھا ہے۔ شاید کہ لینے آئے ہیں۔ اور اسی روز بعد
 حلقہ اولیاء اللہ کی وفات اور حیاتِ دائمی کا بہت دیر تک ذکر فرماتے رہے۔
 دوپہر کو قبل قیلولہ راقم الحروف کو بلایا۔ اور فرزندِ امیر الحسن کی تعلیم کے
 بارے میں دریافت فرماتے رہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ رجبِ علی خان
 کو لکھ بھجیو کہ ہم کو ایک سفر درپیش ہے۔ اگر وہاں نہ گئے تو تمہاری طرف آئیں
 گے۔ اس کے بعد آرام کرنے کو تشریف لے گئے۔ بعد زوال بہت جلد بیدار
 ہوئے خود مسواک کرنے لگے۔ اور مؤذن کو فرمایا۔ کہ جلد اذان کہو۔ چنانچہ
 اُس نے اذان شروع کی۔ آپ اذان کا جواب دیتے رہے۔ جب کلمہ —
 اشہد ان لا الہ الا اللہ پر مؤذن پہنچا آپ اس کا جواب دیتے ہوئے
 پیچھے کو جھکتے گئے۔ اور فرشِ مسجد پر لیٹ گئے اور اسی وقت جانِ بجاناں
 تسلیم کی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اولاً سب کو شبہ ہوا کہ

لے مَصْنُوعِ حَالَاتِ مَشَاحِجِ لَقْتَنِدِيَه

سکتہ ہو گیا ہے۔ مگر آخر کار یقین ہو گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ اگلے روز بروز دوشنبہ بتایا ۲۲ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ کو دفن کیا گیا۔

حلیہ شریف



حضرت محمد حسن خان نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت لہی کا حلیہ مبارک مندرجہ الفاظ میں تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو :-

حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ میانہ قد، گندمی رنگ، فراخ پیشانی تھے۔ آنکھیں متوسط مائل بہ فرہی آن میں نشہ محبت الہی کا سرخ ڈورا تھا، بلند بینی، دانت متصل اور چمکدار، ریش مبارک گھنی، اس میں خضاب و سہ مہندی لگایا کرتے تھے۔ سر مبارک مخلوق رکھتے اور دستار گول باندھتے تھے۔ کرتہ موند ہوں پر چاک اور ہر موسم میں لٹھے کے کپڑے پہنتے تھے۔ کبھی ملل کو استعمال نہ کیا۔ رفتار تیز تھی، چلنے میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے۔ نشست اکثر دو زانو تھی اور آخر عمر میں تو بالکل ہی دو زانو بیٹھنا اختیار کر لیا تھا۔ دن کو سوائے قیلولہ کے کسی وقت نہ لیٹتے تھے۔ اگرچہ کتنا ہی سفر کیوں نہ کیا ہو۔ نہایت خندہ پیشانی اور خوش خلق تھے۔ ہر وقت انبساط میں رہتے تھے باایں ہمہ ایسے باہمیت تھے کہ آپ کے سامنے گزرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی بلا اجازت کسی کو بات کرنے کا یارا نہ تھا۔ مجمع کثیر میں بھی آپ کی شخصیت نمایاں رہتی تھی۔ پیشانی مبارک سے نور کی ایک شعاع نکلتی تھی۔ غرضیکہ حسن و رعنائی کا ایک عجب امثر، اج تھا جو کسی میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ آن کے

اخلاقِ کریمانہ سے ظاہراً و باطناً ہم ناچیزوں کو بھی بہرہ مند کرے۔

ع دلائل من کاس اکرام نصیب

اظہارِ عقیدت

❦❦❦❦❦❦

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سيجعل لهم الرحمن وداً اسی ورد کی وجہ

سے اہلِ محبت نے عجیب و غریب واہانہ اظہارِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اصول ہے کہ

محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اور اس کی ہر چیز سے ایک خاص تعلق ہو جاتا

ہے۔ حتیٰ کہ اس شہر کی گلیاں اور اس کی درو دیوار پر جان قربان کرنے کو جی چاہتا

ہے۔ مجنوں نے اس کتے کے قدم چوم لیے جو لیلیٰ کی گلیوں سے گھوم پھر کر آیا تھا۔

۷ پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفناں چہ بود

گفت مجنوں این سگ در گونے لیلیٰ رفتہ بود

اللہ تعالیٰ کسی اپنے دوست کی محبت جب خلقت کے دل میں پیدا کرتا ہے

تو وہ اس مجازی مجنوں سے بھی بڑھ کر اس پر پوٹ پوٹ ہو جاتی ہے۔ یار کی

گلی کوچوں سے دل بستگی اور واہانہ لگاؤ کا اظہار اس طرح ہوتا ہے:

۷ چورسی بکونے دلبر پار جان مضطر

کہ مبادا بار دیگر نہ رسی بدیل تمنّا

اسی طرح کوئی محبِ صادق حضرت بلہیؒ کے شہر کی تعریف میں یوں گویا ہے:

تھلاں وچ شہرِ لہ و انگ مکہ
اوہ ہر شہراں تے عالی شان رکھے
کیں دھریا نام اس شہرِ پید اللہ
عدن اس تھیں ہزاراں بار قربان
محل اس دے بہتساں وانگ و سن
جیویں حاجی لکے نوں گتھن گھیرا
خدا داراہ لہے اس تھیں پکے
تے دن تے رات اس وچ نور و سے
جو ڈٹھیاں یاد آوے خاص اللہ
ارم چھپیا پھرے حیراں تے پریشاں
نقش سوہنے رنگیلے دل نوں کھسن
تیویں عاشق کرن اس شہرِ ڈیرا

ایک عاشق حضرت کی تعریف میں ایک مسدس مدحیہ کہتا ہے۔ جسے پڑھ
کر اس کی فصاحت کی داد دیئے بغیر چارہ نہیں۔ مسدس میں محبت اور عقیدت
کا ایک دریا موجزن ہے:

مسدس یہ ہے



اللہ اکبر عشق کٹاری بسمل کر ترفائی میں
عرش مہاس ایوان نورانی گردن کچھ جھکائی میں
بانہہ اولار کاسہ کر ملاں در پر سدا بولائی میں
پیر غلام احمد نبی جی ربہ کھال حضور جی
اکمل کشف کرامت اندر واقف رمز غفوری جی
ثانی اس جناب بڑی دی کوئی سرکار نیالی میں
نال عقیدت دل سر پر نے شہر لہ لہل مہالی میں
چم و ہلیز ڈوگی در رو رو سر مہ خاک بنائی میں
ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیالی میں
عالم فاضل قطب زمانہ ظاہر باطن نور جی
اعلیٰ خاص رشید خلیفہ حضرت پیر قصوی جی
ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیالی میں

اعلیٰ اوج کرامت اندرواہ واہ شمس نورانی ہے
 پٹی پرواز باوج تقرب باشا باز گیلانی ہے
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں
 پانڈی بنہ بنہ کھڑے پنڈاں جھولی وارے جھولی جی
 کرو عنایت لونڈی اتے میں واری میں گھولی جی
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں
 خال مول نہ گیا حضوروں دم وچ مقصد پایا ہے
 دیکھ کرامت پیر مریدی کیاں قد جھکایا ہے
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں
 واموں قیر خلاص نہ منگے جس اکھا دادانہ میں
 بخشش اوساتی تیز پیالہ سے خوش میخانہ میں
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں
 نال سفارش خاص حضوروں روشن دل دیو اوچا
 لے زنبیل کھڑی بھکیاری بھیکہ جنابوں پاوچا
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں
 رکھ معاف جو لغزش ہوئی بندی بھری حماقت ہے
 ہے ایہہ خاص کرامت تیری یا تاثر صداقت ہے
 ڈال اکسیر ہدایت پیر امس عیوب لیائی میں

صدر صدر حضور بیدا اوہ محبوب سبحانی ہے
 سرتا پاسب فیض مجسم اوہ مقال روحانی ہے
 وڈا درجہ پیر مرید اصدقے گھول گھمائی میں
 وچ جہان دکان افادہ مرشد میرے گھولی جی
 میں کنیزک بھی یا حضرت میں گولی دی گولی جی
 ہو کے خاص غلام تساطے ورواں مار گوائی میں
 واہ سخاوت پیر مریدی جو جھولی کرایا ہے
 نال عقیدت ہو مر سجدے لکھاں سیس خواہا ہے
 دم وچ دیہن دیو امرادان ڈھٹی اینڈ رسائی میں
 خلعت پوش غلام ہزاراں واہ دربار شہانہ میں
 خاص شراب توحید ربی تھیں کیتا جگستانہ میں
 جلدی بخشش مراد بندی دی در پر سیوالائی میں
 موتی بخشش مراد مریدے فضلوں آس پہنچاؤ چا
 بال چراغ کنیز خانے وچ چانن جب کراوچا
 ٹور نہ خالی بھرے بھنڈاروں کنی آن وچھپائی میں
 مینوں طرز نہ عرض کرن دی نہ کوئی علم لیاقت ہے
 دعویٰ کرے موزوں سخن واکیا لونڈی ہی طاقت ہے
 خیر کلام ہے قل و دل تھوڑی اکھ سنائی میں

آخر میں حضرت مولانا محمد اللہ جو ایسا صاحب کے چند اشعار کے اقتباس ملاحظہ

خیزائے شہید کشتہ عشق ! بصحرائے جنوں سرگشتہ عشق
 رگاہِ شربے مثل و ہمتا بصد عجز و تصرع عرض نہما
 موصلاً نیرِ برج معارف غلام احمد نبی لا مثل عارف
 نور فیض او از شرق تا غرب گرفتہ ہچو نور احمد سرب
 اہ وین احمد زین تقویٰ ! گلستان شریعت زو مطرا
 لقیقت در طرب از فیض جودش حقیقت را کمال از جودش
 و در وصف علمش میگزرد لب بہ پیشش فخر رازی طفل مکتب
 ماہ باطنش حد بشر نیست خردا داند کہ ذاتش بے خبر نیست

ملفوظات



اب ناظرین کرام ملفوظات شریفہ سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں :

فرمایا کہ ایک مرتبہ زندگی کے خاتمے کا شدت سے خوف ہوا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف لیتے ہیں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہوں۔ جس جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدم اٹھاتے جاتے ہیں۔ اس جگہ میں رکھتا جاتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے کسی خفیف کام کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو یہ کام بھی کرتا ہے۔ اس کا بھی خاتمہ بخیر ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے ایک چیز سبز مثل زرد کے عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ ہمارا خاص تمغہ ہے۔ یعنی نسبت۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضرت یحییٰ بن عمیر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر آئے ہیں۔ آپ کے مزاج میں استناء بدرجہ غایت تھا اور کبھی کوئی الہام یا مکاشفہ ظاہر نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی خاص موقع پر کلام کا مبتدأ جز حذف کر کے فرمایا کرتے تھے۔ جو اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا تھا فرمایا تین چیزیں شرطِ اجازت ہیں۔ علم۔ عقل۔ تبتل۔

فرمایا اس زمانے میں چونکہ لوگوں کی بہت و طلب بہت قاصر ہو گئیں ہیں بعض کو جلد اجازت دیتا ہوں۔ طالب کو چاہیے کہ اس اجازت و خلافت پر غرہ نہ ہو۔ مقصود کچھ اور ہی ہے۔ چاہے اپنی جگہ جا کر ہیث ذکر و فکر و حفظ نسبت و اتباعِ شریعت و عمل بر عزیمت و اجتناب از رخصت و استقامت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر قائم ہو۔

فرمایا کہ اگر کسی صاحبِ بہت کو کوئی ایذا پہنچائے تو یہ نہیں چاہیے کہ اس کے انتقام کے واسطے بہت باطنی لگائے۔ فرمایا صبر و شکیبائی چاہیے۔ فرمایا کہ پیرانِ کبار قدس اللہ اسرارہم کا معمول تھا۔ کہ اگر طالب سے لغزش

ہو جاتی تو اس کو تنبیہ اور سزائیں فرماتے اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کرتا
اس پر ملتفت نہ ہوتے لیکن فقیر اعراضِ باطنی پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ اور ظاہر میں کچھ
نہیں کہتا۔ اگر طالبِ تغیر احوالِ باطن سے متنبہ ہو گیا تو خیر ورنہ ظاہری اعراض
بھی کیا جاتا ہے۔ کہ تائب ہو جائے۔

فرمایا کہ تربیتِ باطنی جلالی و جمالی ہر دو وضع سے چاہئے۔ جس شیخ میں کہ
یہ دونوں اوصاف ہوتے ہیں۔ اس سے جلد فائدہ پہنچتا ہے۔

فرمایا کہ مرید نار سیدہ مثلِ طفلِ شیر خوار ہے۔ کہ اگر قبل از ختمِ ایامِ رضا
بچہ والدہ سے علیحدہ ہو جائے تو اس کی نشوونما میں فسق آجائے گا۔ اسی طرح
اگر مرید قبل از وقتِ پیر سے علیحدہ ہو گا۔ ناقص و ابرتر رہ جائے گا۔

فرمایا کہ باوجود تحصیلِ نسبتِ باطن اگر کسی شخص کے اخلاق درست نہ ہوں وہ
قابلِ اجازت نہیں۔

فرمایا کہ اگرچہ میں بعض اوقات جلد اجازت دے دیتا ہوں۔ مگر وہ باعث
ضرورت و مصلحت مقید بشرائط ہوتے ہیں۔ و اذافات الشرطیات
لمشروط۔

فرمایا کہ محبتِ مشائخ علیہم الرضوان اقوی ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے۔

فرمایا مبتدی کو جس قدر نکاح مضر ہے دوسری چیز نہیں ہے۔

فرمایا کہ طالبِ خدا کو اغنیاء دنیاوی کی صحبت کسم قاتل ہے۔

فرمایا توحید و جوہری معارفِ قلبیہ اور علومِ اہل ولایت سے ہے۔ لیکن اصل چیز

اس سے علیحدہ ہے۔ وہاں العبد عبدُ والربُّ ربُّ کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یہی صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا مذہب تھا۔ اور توحید و جود کی کو شریعت سے بلا تاویل تطبیق ممکن نہیں ہے۔ جیسے بعض کبرائے کیا ہے اور بلا تاویل تطبیق اُس کو عین شریعت سمجھنا اور مشارب انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام سمجھنا نادانی ہے۔ اور مغلوب الحال معذور ہے۔

فرمایا کہ سوزِ عشقِ مجاز مثل سوزِ سرگین ہوتا ہے۔ اور سوزِ عشقِ حقیقی مثل سوزِ صندل وعود ہوتا ہے۔

فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی اور طریقہ میں بیعت کی ہو اور پھر چاہے کہ اس طریقہ مجددیہ میں داخل ہو جائز ہے۔ کیوں کہ مقصودِ خدا ہے۔ اور یہ طریقہ جملہ طرق میں اقرب ہے۔ پس طالبِ حقیقی کو لازم ہے۔ کہ اس طریقہ شریفہ کا ملتزم ہو۔

فرمایا کہ انسان کی آفرینش سے علت غائی تحصیل معرفت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ط اے لِيَعْبُرُونَ ط۔ اور منشاء پیری مریدی حصول معرفت ہے اور اگر حصول معرفت نہ ہو تو وہ پیری مریدی بالکل بیکار ہے۔ پس چاہئے کہ اس تلاش میں رہے۔ اور اگر معرفت پیرا اول سے حاصل نہ ہو تو بلا تردد اور کی جانب رجوع کرے۔ ورنہ تارکِ عمل آیت شریفہ مذکورہ بالا ہوگا۔

فرمایا کہ تحصیلِ علومِ ضروری ہے اور سلوکِ صوفیہ پر مقدم ہے۔ اور اس کے بعد سلوکِ باطن گویا فرض ہے۔

فرمایا کہ صحبت مشائخ خلاف شرع وحدت وجود کہنے والوں سے علیحدہ رہنا چاہیے۔
 فرمایا کہ جس کسی کو پیر اپنا جانشین قائم کرے اس کی تعظیم و تکریم لازم رکھے۔
 فرمایا کہ طالب تلاش، اصل نسبت مجددیہ کی رکھے اگر کسی اور جگہ رجوع خلاق
 ہو اس پر فریفتہ نہ ہو۔ مقاماتِ معصومیہ میں لکھا ہے کہ قبولیت خلاق اصلاً دلیل کمال نہیں
 ہے۔ بہت سے اولیاء ایسے ہیں کہ ان کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ حالانکہ وہ اُن لوگوں سے جن
 پر ہجوم خلاق ہے افضل ہیں۔ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ مہند میں بھی انبیاء علیہم السلام
 گزرے ہیں۔ جن پر دو تین سے زیادہ اسلام نہیں لائے۔ البتہ یہ پیغمبران اولیاء سے
 یقینی افضل ہیں کہ جن پر خلاق کا ہجوم ہے۔

فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا طلب کرتا ہے۔ اس کو آخرت سے
 محروم رکھتا ہے۔

فرمایا کہ دوستانِ خدا کے لئے دنیا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ راحت کی جگہ
 آخرت ہے۔

فرمایا کہ کلمہ حق پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اگر امید ہو کہ دوسرے حق کو مان
 لیں گے۔ اور اگر امید قبول نہ ہو تو دل سے مکروہ جاننا چاہیے۔

فرمایا کہ ولی کامل سے کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مکمل سے ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ترکِ دنیا دل سے ہوتی ہے۔ نہ کہ ترکِ اسبابِ ظاہری سے۔

فرمایا کہ اکثر دیکھا ہے۔ کہ جو لوگ بہت وظیفہ خوان ہوتے ہیں۔ اُن کو توجہ کا اثر

دیر میں ہوتا ہے۔ بخلاف غیر مقید شخصوں کے کہ یہ جب داخل طریق ہوتے ہیں۔ بہت جلد موثر ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وظیفہ خوان لوگوں کو اپنے وظیفوں کا عجب ہوتا ہے۔ اور غیر مقید لوگوں کو اپنے اعمال سے ندامت ہوتی ہے۔ مقولہ بزرگان ہے۔ ندامت معصیت بہ از عجب طاعت۔

فرمایا کہ صاحب سلوک کو اگر غلبہ شہوت نہ ہو تو نکاح نہ کرنا بہتر ہے۔
 فرمایا کہ طالب مولیٰ کو سوائے ذات تبارک تعالیٰ کی اور کوئی محبت نہیں چاہئے۔
 فرمایا کہ فیض سب پر یکساں نازل ہوتا ہے۔ لیکن قبولیت فیض بقدر استعداد ہوتی ہے۔

فرمایا کہ مرید کو چاہئے پیر کے روبرو نہ پانی پئے نہ کھانا کھائے اور نہ کسی سے کلام کرے۔ اور گھر جانے کی اجازت طلب نہ کرے۔ یعنی جب وہ خود حکم کرے۔ تب جائے اور جمیع امور میں اس کی اطاعت کرے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں۔ کسی کام میں چون و چرا نہیں کرنا چاہئے۔

فرمایا کہ بعض کو فائدہ باطنی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور محبت کم ہوتی ہے۔ اور بعض کو فائدہ کم معلوم ہوتا ہے۔ اور محبت زیادہ ہوتی ہے لیکن فضل و اعتبار صاحب محبت کا ہے۔

فرمایا کہ معرفت الہی کی نہایت نہیں ہے۔ تھوڑے سے ذوق رشح پر تاق نہیں ہو جانا

چاہیے۔ ہر گاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا فرمایا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

فرمایا کہ مثل حضرت مجدد الف ثانی اُمتِ محمدیہ میں کم گزرے ہیں۔
 فرمایا کہ میں سات سال حضرت صاحبِ پیرِ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
 آتا جاتا رہا۔ اس تمام مدت میں کبھی مرادِ غیر دل میں نہیں رہی۔
 فرمایا کہ بڑا کام یہ ہے۔ کہ شریعت پر استقامت رکھے۔
 فرمایا کہ جس شخص میں طلبِ صادق و محبتِ خدا ہوتی ہے۔ اُس کے لئے طریقہ
 میں داخل ہونے سے ضروری فائدہ باطنی کھلتا ہے۔

فرمایا کہ حلقہ جس وقت تک ختم نہ ہو بے اجازت جانا باعثِ ضرر ہے۔

فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ ہر وقت توشیحِ آخرت کی فکر میں رہے۔

فرمایا کہ بے اذن پیر کسی کو بیعت کرنا حرام ہے۔

فرمایا کہ شیخین پر سب و شتم کرنا کفر ہے۔

فرمایا کہ کپڑا مثل صلحا کے پہننا چاہئے۔

فرمایا کہ طالبِ صادق وہ ہے۔ کہ جس کو محبتِ مرشد و اتباعِ خیر البشر صلی

اللہ علیہ وسلم غالب ہو۔

فرمایا کہ طالبِ مولیٰ کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ ہر وقت ترقی کی فکر میں ہوتا ہے

فرمایا کہ جو شخص اولیا پر طعن کرتا ہے۔ اُس کی رستگاری نہیں ہوتی۔ یہ لوگ نایب

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کی بھی تعظیم ضروری ہے۔

فرمایا کہ سالک کو چاہیے۔ کہ ضروری اسباب رکھے افراط میں نہ پڑے۔

فرمایا کہ جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اُس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔

فرمایا کہ اسیم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور لفظی اثبات سے سلوک۔

فرمایا بعض میں سلوک زیادہ ہوتا ہے۔ اور بعض میں جذبہ۔ جس طالب میں جذبہ

زیادہ ہوتا ہے۔ اس کو اسیم ذات بہت فائدہ کرتا ہے۔ اور جس میں سلوک زیادہ ہوتا ہے۔ اس کو لفظی اثبات زیادہ فائدہ کرتا ہے۔

فرمایا کہ بعض کے حلقہ میں جوش و خروش و مانے ہوئے نعرہ بہت ہوتا ہے۔ اور عوام

کی نظر میں اُس کی بڑی وقعت ہوتی ہے۔ حالانکہ جوش و خروش کوئی چیز نہیں ہے۔

فرمایا کہ جس شخص کی طرف لوگوں کا بہت رجوع ہو یہ نہ خیال کرنا چاہیے

کہ وہ شخص کامل و مکمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ برکرد فرسوفیہ غرہ نباید شد

فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ نیچی نظر کر کے چلا کرے۔ کسی کا شعر ہے۔

خونے سگان است بہر سوزنگاہ

شیر افگندہ رود سوتے راہ

فرمایا کہ بعض اولیاء عشرت ہوتے ہیں۔ اور بعض اولیاء عزالت۔ اولیاء عشرت مشہور

تے ہیں۔ اور اولیاء عزلت گنم۔

فرمایا کہ ایک جہادِ اکبر ہوتا ہے۔ اور ایک جہادِ اصغر۔ جہادِ اصغر کفار سے لڑنے کو کہتے ہیں۔ اور جہادِ اکبر نفس سے جہاد کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر رطائی کے بعد جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رجعتنا من الجهاد الا صغریٰ الجہاد الا کبر۔

فرمایا کہ زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا غفلات سے ہے۔

فرمایا سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں۔ اول: استعدادِ کامل۔ دوم: پیرِ کامل و

مکمل۔ سوم: توفیقِ الہی۔

فرمایا ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید۔ مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی

طرف کھینچے۔ مرید وہ کہ جو آپ محنت و ریاضت کر کے حاصل کرتے ہیں۔

فرمایا کسی بزرگ کی روح سے بلا استقلال مدد چاہنا منع اور حرام ہے۔ اور

وسیلہ کرنا جائز ہے۔

فرمایا کہ وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی تَسْبِيْلُ اللَّهِ دَوْحِ سَ بْرُهِنَّ

کا معمول ہے۔ ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ ان کلمات میں

اثر و برکت سمجھے۔

فرمایا طریقت بلا شریعت ممکن نہیں۔

فرمایا کہ مبتدی کو چاہیے کہ صرف فرض اور سنت پر اکتفا کرے۔ ہر وقت ذکر میں

مشغول رہے۔ قرآن شریف اور نقل منقہ کو پڑھنا چاہیے۔

فرمایا کہ علامتِ فنا و نفس یہ ہے۔ کہ کسی لطیفہ میں لطائفِ خمسہ ذکر و توجہ نہ ہو۔

فرمایا کہ کمالِ فناءِ نفسِ غوث و تطہ کو ہوتی ہے۔

فرمایا کہ ایک کشف تو یہ ہوتا ہے کہ قلب میں کچھ نورانیت پیدا ہوگئی اور اس سے کچھ معلوم ہونے لگا۔ اور روم اَرْوَاحُنَا اَبْجَسَادُنَا وَاَبْجَسَادُنَا اَرْوَاحُنَا کا مصداق ہو جائے۔

فرمایا اول کشف میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے میں کم۔

فرمایا کشف لڑکوں کا کھیل ہے۔

فرمایا جو شخص اپنے پیر کو اچھا نہ سمجھے۔ اس شخص سے علیحدہ رہنا چاہئے۔

فرمایا ہے

ہر کہ مست از فقیہ و پیر و مرید و از زبان آوزان پاکِ نفس
چو بد نیائے دوں فرود آیند۔ بعسل در بماند، بچو نگس۔
فرمایا سالک کو قصص و حکایات کی کتاب مضر ہیں۔

فرمایا بُری صحبت سے استعدادِ باطنی خراب ہو جاتی ہے۔

فرمایا حضرت شاہ صاحب کے کسی مرید نے صنیقِ معاش کی شکایت لکھی۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عجب معاملہ ہے۔ پہلے لوگ آکر فقیر کی بیعت کرتے ہیں۔ پھر شکایت فقر و فاقہ کی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ مفلسوں کی صورت نہ بنائے۔

فرمایا کہ جس وقت فناءِ نفس ہو جاتا ہے۔ تب نفس صدر نشین ہو جاتا ہے۔ اور حکم

”خیار کم فی الجاہلیۃ خیار کم فی الاسلام فقہوا“ کا حکم پیدا کرتا ہے۔

فرمایا کہ بعض پر جہل نسبتِ غالت ہوتی ہے اور ان کو اپنا باطنی فائدہ ادراک میں نہیں

آتا حضرت احمد برکی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور ان کا اپنا حال اور ان میں نہ آتا تھا اور حضرت سے باطن کی شکایت کیا کرتے تھے اور حضرت ان کی تسلی لکھ کر بھیجا کرتے

فرمایا کہ کشف وغیرہ ریاضیات سے ہو جاتا ہے اور اس میں ہندو بھی شریک ہیں۔ لیکن کشف مقامات سوائے اولیاء اللہ کے اور کو نہیں ہوتا۔

فرمایا مسائل نماز روزہ و آخری پارہ قرآن شریف ضرور صحیح یاد ہونا چاہیے۔

فرمایا کہ سالک کو نظر نامحرم کی بہت احتیاط رکھنا چاہیے۔

ع بنا محرم دل را کند کور۔ زد دولت خانہ قرب انگند دور

فرمایا کبھی کبھی پیر اپنے مرید کی بڑی شان ظاہر کرتا ہے۔ مگر اس سے بقدر اس شان کے اشاعت

فیض نہیں ہوتی۔ جیسے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ ان کی نسبت حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر مجھ سے دریافت کیا کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو۔ تو میں کہوں گا کہ قاضی ثناء اللہ

پانی پتی کو اور ایسا ہی حال خواجہ محمد پارسا کا ہے۔ کہ ان کی نسبت حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا

تھا کہ میرے وجود کا باعث محمد پارسا کا ظہور تھا۔ حالانکہ اشاعت طریقہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار

سے ہوئی، اور یہاں حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب، قدس سرہ، سے فیض جاری ہوا۔

فرمایا کہ صاحب ارشاد کو چاہئے کہ اپنے تئیں باوقار اور متحمل رکھے کوئی ایسی حرکت نہ

کرے کہ مریدوں کے دل میں حقارت پیدا ہو۔

فرمایا کہ جب تک نسبت پختہ نہ ہو جائے۔ یعنی عکس پیر آئینہ مرید میں متحقق نہ ہو جائے

نکاح کرنا مضر ہے۔

فرمایا مکتوباتِ معصومیہ عجب چیز ہے۔ پڑھنے سے بہت فیض حاصل ہوتا ہے اور بڑے دقیق نکتے معلوم ہوتے ہیں۔

فرمایا بعض کی نسبت عرض میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی عرض میں اس قدر نہیں ہوتی۔ طول یعنی علو میں زیادہ ہوتی ہے۔

فرمایا کہ جس کی نسبت عرض میں زیادہ افضل ہے کہ عریض ہونے سے قوی ہونا مراد ہے۔

فرمایا حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی نے حضرت مرشدنا و مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ میری آخری عمر کی کمانی ہیں۔

فرمایا کہ جس قدر نسبتِ باطنی بلند ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے۔

فرمایا سلوک میں پیر کی محبت بڑی دولت ہے۔ از محبت مسہما از مے شود

فرمایا کہ متاخرین کی اصطلاح میں غوث جامع قطبیت ارشاد ملا ہوتا ہے۔

فرمایا کہ فنا رزائل کا دور ہونا ہے، اور بقا تخلق با اضراق اللہ ہوتا ہے۔

فرمایا نیکی بانیکاں فرخار لیت اور نیکی بابدان کار عبد اللہ انصار لیت۔

فرمایا طالبِ خلافت قابلِ خلافت نہیں ہوتا۔

فرمایا احوال باطن منکر طریقہ سے نہیں کہنا چاہئیں۔

فرمایا فقر بڑی دولت ہے۔ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنا چاہئے۔

فرمایا دوست ہو خواہ دشمن سب سے بااضراق طریقہ سے پیش آنا چاہئے۔

سے آسائش دو گیتی تفسیر میں دو فرست - باد و ستاں تملطف باد دشمنان مدارا
 فرمایا کہ اگر باوجود پیر کے التفات کے مرید کی جانب سے کم تو جہی پائی جائے۔ یہ مرید کی
 استعداد کی علامت ہے۔

فرمایا صحبتِ بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا مرید کو چاہیے کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہو رہے کسی بات کی اپنی
 سے خواہش نہ کرے۔ پیر جو کچھ اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ وہ عین صواب ہوتا ہے۔
 فرمایا کہ اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن داخل طریق ہونے
 بعد بے استفای بہت بری ہے۔

فرمایا جو شخص اولیاء کو ایذا پہنچائے اس کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ اسکو جانی یا مالی نقصان
 پہنچے۔ بلکہ بزرگواریوں کے فیوض و برکات سے محروم رہنا ہی بڑا نقصان ہے۔

فرمایا کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حصولِ معرفت ہے اور وہ بلا صحبتِ کامل و مکمل کے نہیں
 پس چاہیے کہ جس جگہ اسے شخص کا پتہ لگے بعد امتحانہ اس طرف رجوع کرے۔

فرمایا مدارکار دو چیزوں پر ہے ایک محبت پیر و دوسری اتباعِ شریعت پر۔

فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ بنا رہے۔

فرمایا نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔

فرمایا دستگیری عبادت کرنے میں نہیں ہے۔ بلکہ گناہوں سے بچنے میں ہے آپ اپنے

خدام کو ہمیشہ صبرِ بلا و فقر و فاقہ و تحمل بر اندامِ مخالفین کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب، مولینا حافظ دوست محمد کو ایک خط میں تحریر فرمایا ہے
 فرزند ارجمند بر خوردار حافظ دوست محمد طال عمر و زاد قدرہ بعد اذعیہ وافیہ آنکہ خط فرزند
 غلط رسید از اید کشمیری و غیرہ دل تنگ نشوند کہ تحمل شداید و مصابرت بر حوادث موجب دفعیہ
 بلیات و نورانیت باطن است۔ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط شنیدہ باشد بہر
 با حسن خلق باشند۔

ایک اور خادم کو تحریر فرماتے ہیں۔ از غلام نبی احمدی بعد السلام علیکم و اشتیاء فی الیکم
 آنکہ خط فرحت غلط۔ آن فخلص بے غلط رسید بہت ہیچ گردانیدہ از یوم از خاص تا دم تحریر کشش و شوق
 ملاقات آن عزیز بسیاری دارد و از ارادہ آمدن شما بسیار خوش است۔ اما معلوم نمایند کہ اگر منتا این
 ارادہ ترددات دینوی و مصائب جہانی باشند تا این کار مخالف اہل اللہ و اصحاب سلوک است
 و در دنیا ابتلا و آزمائش بسیار اند۔ علی الخصوص بمقبولان خدا تعالی برورد حوادث و نزول
 تکالیف صبر و استقامت جمع تکالیف مبدل بر لیسر میشوند و وقتیکہ نعمت و
 نعمت برابر باشد، ہیچ تکلیف معلوم نمی شود پس اگر کالت استقامت و شوق ارادہ این
 صوب دارند۔ مبارک باعث فقیر است والسلام۔

ایک اور درویش کو تحریر فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰ
 از فقیر غلام نبی احمدی بعد سلام منونہ و دعوات مشخون مبرہن باو ہر و خطر رسیدن آنچہ
 از تنگی معیشت و عدم روانے حاجت نوشته اند۔

این ہمہ لازمہ فقر است چون خود بیعت فقر نمودہ اند بعد ازاں شکایت و اضطراب
 چہ معنی دارند تکلیف دنیا مقبولان را باعث ترقی درجات اند باید کہ خود را از خیالات تنگی و فرانی

کے کیند کہ دنیا جائے گزراست مع ہذا کسے کہ توجہ کلی اوالی اللہ باشد۔ خاتمہ ہر کار اولوج
سن می شود۔

۱۱ روز چہارم شنبہ ۳ محرم ۱۳۱۰ھ احقر مجلس میں حاضر ہوا۔

فرمایا دوسرے سلسلوں میں ریاضات و اعتکاف اور چلہ وغیرہ مقرر ہیں۔ لیکن ہمارے

میں بڑی ریاضت شریف پر چلنا ہے۔ کیونکہ گوشہ میں بیٹھ کر نظر نامحرم سے بچنا کوئی امر عظیم

میں امر عظیم یہ ہے کہ نامحرم سامنے آئے اور بلحاظ شریعت نظر کو نامحرم سے چکائے۔

۱۲ فرمایا آخر نصیحت حضرت صاحب پر قصوری علیہ التوخمۃ کی یہی تھی کہ اپنے

ت کو سیاتہ خیال کرنا چاہیے اور دوسروں کے سیات کو حسنت۔

سعدیؒ نے فرمایا:

ے ے مرا پیر دانائے مرشد شہاب

دواندار فرمود براوئے آب

یکے آنکہ بہر خوشی خود بین مباش

دویم آنکہ بہر غیر دیدیں مباش

۱۳ یوم یکشنبہ، ۳ محرم ۱۳۱۰ھ یہ احقر حاضر فیض منزل ہوا۔

فرمایا کہ جس قدر شکستگی و عجز زیادہ ہوتا ہے۔ فیض بھی زیادہ نازل ہوتا ہے۔

۱۴ فرمایا کہ بعض لوگوں کے نزدیک جوش و خروش جو حلقہ میں پیدا ہوتا ہے وہ عمدہ چیز

ہے۔ لیکن یہ جوش و خروش کوئی شے نہیں۔

۱۵ فرمایا اس وقت "ہمہ اوست" کہنے کا بڑا رواج ہے اور لوگ اس عقیدے کو اپنے

اے محمد حسن خان مصنف ملفوظات حضرت غلام نبی بلوچیؒ

دل میں متیقن کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک حال ہے کہ سالک پر راہ میں وارد ہوتا ہے اور لو اس کے ترقی ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مسجد اور ٹھاکر دواہ ایک ہوں۔

(۶) یوم سہ شنبہ ۹ محرم ۱۳۳۷ھ یہ غلام حاضر مجلس ہوا۔

فرمایا صرف تین تسبیح اسم ذات پڑھنے سے کام نہیں چلتا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل بلا ذکر کثیر نہیں کھلتا۔

(۷) فرمایا اگر طالب موثر نہ ہو تو اس کے لطائف پر توجہ کرنا چاہئے اگر پھر بھی موثر نہ ہو تو پھر از سر نو لطائف پر توجہ کرے۔

(۸) فرمایا کہ اگر آدمی طالب صادق ہو تو خواہ دیر میں خواہ جلدی موثر ضرور ہوگا۔

فرمایا یہ کچھ فردری نہیں کہ ہر ایک کو انوار تجلیات دکھلائی دیں۔

(۹) فرمایا کہ اگر آدمی خلوص دل سے عبادت کرے۔ تو اس کو بیس رتبہ دینا میں ملتے ہیں۔ منجی

ازاں ایک یہ ہے کہ جملہ چرند پرند اس کے تعلق ہو جاتے ہیں۔ حضرت سعدی شیرازی علیہ فرماتے ہیں۔

عیکے دیدم از عرصہ رود باد۔۔۔ کہ پیش آدم بر پلنگ سوار

چناں ہوں زان حال بمن نشست۔۔۔ کہ ترسیدم پائے رفتن بہ بخت

تو ہم گردن از حکم داور پیچ۔۔۔ کہ گردن نہ پیچد حکم تو پیچ

(۱۰) یوم پنجشنبہ ۱۱ محرم ۱۳۳۷ھ کو فرمایا کہ جس شخص کی طرف لوگوں کا بہت رجوع ہو او

بڑے ساز و سامان ہوں۔ اسے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وہ شخص کامل و مکمل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:

عے برکے و فرصوفیہ غرہ بنا بدشد۔

(۱۱) فرمایا اولیاء اللہ کی موت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک مکان سے دوسرے مکان میں

جا رہے ہوں۔

(۱۲) روز شنبہ ۱۳ محرم ۱۳۰۰ھ یہ عاصی حاضر مجلس عالی ہوا۔ فرمایا کہ عمل بالتونہ مجرب ہو اور اجازت دہندہ کا اعتقاد ہو تو ممکن ہے کہ تاثیر

کر جائے لیکن پیر سے جب تک اعتقاد کامل نہ ہو اور خواہ پیر ولی کامل ہی کیوں نہ ہو تاثیر نہیں ہوتی۔

(۱۳) یوم چہار شنبہ ۱۴ محرم ۱۳۰۰ھ کو یہ کترین محفل فیض منزل ہوا۔ فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں جن کو اپنی ولایت کی خبر نہیں ہوتی۔

(۱۴) فرمایا بعض اولیاء اللہ عشرت ہوتے ہیں اور بعض عزلت۔ اولیاء عزلت کے لئے گمنامی ضروری ہے اور اولیاء عشرت کے واسطے شہرت۔

(۱۵) فرمایا کہ ایک ولایت بالکسر ہے اور ایک ولایت بالفتح۔ ولایت بالفتح قرب بالخلق ہوتی ہے اور ولایت بالکسر میں قرب بالخلق۔ کسی ولی میں ولایت بالکسر کا غلبہ ہوتا ہے اور کسی میں ولایت بالفتح کا اور بعض میں دونوں مساوی ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ نقشبندیوں میں اکثر ولایت بالفتح کا غلبہ ہوتا ہے۔

(۱۶) فرمایا جب ملک الموت سامنے آتا ہے اس وقت تمام علوم فراموش ہو جاتے ہیں۔ مگر محبت

محمد حسن خان مصنف ملفوظات اعلیٰ حضرت للہی

الہی جوش میں آتی ہے۔

(۱۷) فرمایا اصل چیز نفس کشی ہے۔ اولیاء اللہ نے نفس کشی کے واسطے بڑی بڑی ریاضتیں اور

مشقتیں کی ہیں کسی نے بارہ برس پانی نہیں پیا اور کسی نے تیس برس پشت زمین پر نہیں لگائی۔

نفس پر توجہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے وقت شروع ہوئی۔ حضرت خواجہؒ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کہ بار خدا یا لوگوں کی ہمتیں بہت گھٹ گئی ہیں۔ مجھ کو ایسا طریقہ عطا کر کہ البتہ یقینی وصلِ خدا

حاصل ہو۔ چنانچہ یہ طریقہ عطا ہوا۔ مگر پھر بھی نفس کبھی کبھی شرارت کرتا ہے۔

راقم نے عرض کیا کہ پھر اپنی اصلی حالت آجاتا ہے فرمایا نہیں کیونکہ مسلمان ہو جاتا

ہے۔ لیکن کچھ زبردبر ہو کر درست ہو جاتا ہے۔

(۱۸) روز سہ شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۷ھ کو یہ عاجز مجلس عالی میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ جب کوئی

اخذ طریقہ کے واسطے آئے تو پہلے چاہیے کہ اُس کو دیکھ لے کہ آیا یہ شخص صاحب استقامت ہے

نہیں، اگر استقامت رکھتا ہے تو داخل طریق کرے۔ وگرنہ مدارات ظاہری کر کے عذر معذور

کر لے۔ کیونکہ بعد داخل طریق ہونے کے بے استقامتی اچھی نہیں ہے۔

(۱۹) یوم پنجشنبہ ۲۵ محرم ۱۳۳۷ھ یہ ناچیز حاضر حضور پر نور ہوا۔

فرمایا کہ سلوک بڑی دولت ہے۔ لیکن اسکا ہونا بھی دشوار ہے۔ اول محبتِ الہی، دوم

استعدادِ کامل، سوم کامل و مکمل کا قبول کرنا۔

(۲۰) یوم دو شنبہ ۲۹ محرم ۱۳۳۷ھ کو یہ معدنِ عصیان حاضر حضور ہوا۔

فرمایا التذاذِ قلب میں ہوتا ہے اگر اوپر کے مقامات یعنی کلماتِ رسالت وغیرہ میں

یہ علامتِ نارسانی مکی ہے۔

فرمایا کہ دل جو مضنہ ہے۔ ایک نور اس میں ہے اس نور کا لطیف قلب ہے اور اس کی بالائی عرش ہے۔ جب یہ قلب کا نور اسی اصل میں جا ملتا ہے تو اس کو ولایت کہتے ہیں۔ فرمایا کسی نے حضرت خواجہ ممدوحؒ سے دریافت کیا کہ اولیاء اللہ اہل کرامت ہوتے۔ آپ کی کیا کرامت ہے۔

فرمایا یہ تھوڑی کرامت ہے کہ اس قدر گناہوں کی گٹھڑی سر پر ہے اور زمین پر پھرتا ہوں زمین میں دھنس نہیں جاتا۔

فرمایا کہ بزرگوں کو یہ جان کر کہ وہ بالا استقلال بذات خاص مدد کر سکتے ہیں۔ خدا و منع ہے بلکہ وسیلہ کر لے۔

دوشنبہ ۲ صفر ۱۳۱۰ھ کو فرمایا کہ تین چیزیں شرط اجازت ہیں۔ ”علم، عقل اور تبتل“
یوم دوشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۱۰ھ کو فرمایا کہ مبتدی کو چاہئے فرائض و سنت پر اکتفا کر کے ہر وقت اسم ذات وغیرہ میں مصروف رہے۔ قرآن شریف اور نفل منہی کو پڑھنا چاہئے۔
فرمایا جو شخص بہت ورد اور اد کیا کرتا ہے وہ اکثر دیر میں متاثر ہوا کرتا ہے اور جو شخص گناہ گار ہوتا ہے وہ جلد متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو اپنے اوراد کا زعم ہوتا ہے اور اس کو اپنے گناہ کی ندامت ہوتی ہے۔

فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ کرامات پر قادر ہوتے ہیں یعنی جس وقت چاہیں کرامت ظاہر کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ نگر کرامت پر قادر ہونا کچھ دلیل علوشان نہیں۔

یوم یکشنبہ ۲ صفر ۱۳۱۰ھ کو فرمایا حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر دعا مانگتے وقت ہاتھوں یا سینہ میں الشرح ہو تو یہ علامت قبولیت دعا کی ہے۔

اے حضرت خواجہ لقشبند بخاریؒ

فرمایا کہ حضرت دہلوی سے لوگ مجاز ہو کر اپنی اپنی جگہ آتے تھے اور ضیق معاش کی اکثر شکایت کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ عجب معاملہ ہے کہ فقر کی بیعت کر کے فقر کے شاکی ہو ہو۔ فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ صورت مفلسوں کی نہ بنائے۔

فرمایا کہ جن اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہوئی۔ آخر میں نادام ہوئے کہ ہم سے کیوں کرامت ظاہر ہوئی۔

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کا قول ہے کہ جس کو میں اجازت دیتا ہوں۔ اس کو اجازت منجانب اللہ ہوتی ہے۔

فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنا بعد کمالات نبوت کے فائدے بخشا ہے اس سے پہلے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔

یوم جمعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو فرمایا کہ جب تک حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار سے انوار سے مقامات مجددی پر توجہ نہ لے تب تک پورے مقامات حاصل نہیں ہوتے اور واسطے لوگ اکثر وہاں جلتے ہیں۔

یوم دو شنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو نبیہ غلام علی الصباح کی توجہ میں حاضر فرمایا کہ مسائل نماز اور قرآن شریف کے آخری دو پارے باقرات ضرور یاد ہو جائیں۔

فرمایا سلوک میں جیسے نظرنا محرم مضر ہے ایسی شاید کوئی اور چیز ہو۔

۱ بنا محرم نظر دل را کند کور

۲ زوولتِ خانہٴ قرب افگند دور

یوم شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ یہ غلام صبح کی توجہ میں حاضر تھا۔ کچھ ذکر کشف کا ہوا۔

فرمایا ذکر کئی طرح کا ہوتا ہے۔ کسی کو کشف قبور ہوتا ہے اور کسی کو کشف قلوب ہوتا ہے اور کسی کو کشف کونین ہوتا ہے۔

یوم جمعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ کو یہ عاصی حاضر تھا۔ فرمایا کہ مجھ کو گیہوں کی روٹی و دال و مرغ کا گوشت برابر ہے یعنی جس رغبت سے اسے کھاتا ہوں، اسی رغبت سے اُسے بھی کھاتا ہوں۔

یو یکشنبہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ کو یہ لاشے حاضر تھا۔

فرمایا کہ صاحب ارشاد کو چاہیے کہ اپنے آپ کو مجل رکھے کہ مرید کی نظر میں نہ ہو کہ دارفائدہ عظمت و وقار پیر کا مرید کی چشموں پر ہونے پر ہے۔

روزِ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ کو فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت صاحب، پیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت پسائی نہیں ہو سکتی کچھ کچی پکانی مرمت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کچی پکانی یعنی ہو تو قصور میں آنا۔ لیکن وہ تو نہ گیا البتہ میں نے کسی اور شخص کو روانہ کیا۔ جس کی مراد برآئی۔

پھر راقم نے عرض کیا کہ ایک خط وطن سے آیا ہے اس کے پڑھنے سے میری طبیعت مگدور ہو گئی ہے۔

فرمایا کہ لکھنے والے کے دل میں جو بات ہو۔ اس کا اثر اس کی تحریر میں سرایت کرتا ہے۔ ایسے ہی اس خط لکھنے والے کی حالت ہوگی۔ جو تیرے دل میں کدورت پیدا ہوئی۔ کیونکہ

اکثر بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات مطالعہ کیجئے تو فیض آتا ہے۔

فرمایا کہ جب تک نسبت سرایت نہ کرے تب تک شادی مٹھ ہے۔ جنانچہ حضرت محمد مظہر صاحب نے مناقب احمدیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو حضرت شاہ احمد سعید نے تا کمالات نبوت توجہ کیا اور بعد اُس کے باقی مقامات بھی ختم کرائے اور وہ شخص مسند ارشاد پر مشینیت کرنے لگا: بمٹی جانے کا اتفاق ہوا کسی سوداگر نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد اس کا رجوع باطن کی طرف سے ختم ہو گیا۔ حتیٰ کہ حرمین شریفین گیا اور مدینہ میں مجھ سے آکر نہ ملا۔

۱۴ ربیع الاول یوم چہار شنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ حضرت صاحب قصوری کا معمول تھا کہ کسی شخص کو اس کی حیثیت سے زیادہ نہ بڑھاتے۔

۱۵ ربیع الاول یوم پنج شنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ بعض لوگ بیعت کر کے پھر جاتے ہیں پھر خود ہی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ رسول اللہ سے بھی بعض بعض لوگ پھر جاتے تھے۔ پھر ذکر وحدت وجود کا ہوا۔

فرمایا کہ اکثر اولیاء اللہ اس کیفیت (وحدت وجود) سے گذرتے ہیں۔ حضرت مجدد حضرت مرزا صاحب کا اس مقام سے گذر ہوا۔

فرمایا میرا مراقبہ معیت تھا۔ ایک مرتبہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ جملہ اشیاء یعنی جہاں اور درختوں میں بھی محبوبیت پائی جاتی ہے۔

فرمایا جب مجھ کو "مراقبہ حضور" تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے یہ حال حضرت پیر قصوری سے عرض کیا۔ فرمایا کہ اس میں کیا شک ہے۔

فرمایا کہ جس کی شادی ہوئی ہو اور وہ سلوک حاصل کرے تو اچھا ہے کہ اُس محبت پر یہ محبت عارض ہوتی ہے۔ اور سلوک کے قریب قریب شادی کرنے میں اس محبت پر وہ محبت عارض ہوتی ہے۔

۱۴ ربیع الاول یوم شنبہ کو فرمایا اولیاء اللہ موت سے بھی اس طرح متلذذ ہوتے ہیں۔ جس طرح دنیا کے دوسرے معاملات میں ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے خواب میں پوچھا کہ محمد نور تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا مرنے کا کچھ نام ہی ہوا ہے۔

راقم کہتا ہے کہ محمد نور آپ کا ایک خلیفہ تھا کہ جس کو آپ نے "تاج حقیقت صلوة" توجہ فرمایا تھا۔ اور اسی مقام پر تھا کہ انتقال ہو گیا۔

۸ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ ایک شخص آپ کے واسطے بکری لایا۔ راستہ میں تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا۔

”حفت الجنة بالعمارة وحفت النار بالشہوات“

فرمایا کہ مجھ کو بھی حضرت پیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مہینہ کے عرصے میں کلاہ اجازت فرمائی تھی۔ اور بروقت عطا کلاہ حضرت نے اپنی عاجزی کی اور فرمایا کہ حضرت غلام علی شاہ صاحب آئے تھے ان سے عرض کیا تھا۔ کہ فلاں شخص کو یعنی فقیر کو تاج محبت عامہ توجہ کیا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کلاہ سے دو چنانچہ آپ نے کلاہ عطا فرمائی اور طریقہ توجہ بھی تعلیم فرمایا۔ ابتدا میں جب میں توجہ کیا کرتا تھا تو اکثر لوگوں سے آہ و نالہ و شور پیدا ہوتا تھا۔

فرمایا کہ بوقت رخصت پیر قصوری نے فرمایا کہ فلاں ایام میں پھر آنا چنانچہ میں گیا۔ جب

لاہور میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ سڑک پر تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں جانے کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص سے آپ کبیدہ خاطر تھے۔ اسکو جناب رسالتِ مآبؐ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قصور والے تجھ سے ناراض ہیں ان کو راضی کرو۔ وہ شخص نہایت ضعیف اور نابینا تھا۔

نے بعد عجز و انکسار آپ کو وہاں بلایا تھا۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اور میں چالیس تک آپ کے ہمراہ رہا تھا۔ دو مراقبہ ایک "مسمی الباطن" اور ایک "کلمات نبوت" عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ کمالات نبوت میں مجھ کو قرآن شریف یاد کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اور بفضلہ تعالیٰ چھ ماہ میں یاد ہو گیا۔ ۲۰ ربیع الاول یوم شنبہ ۱۳۳۰ھ کو اس ذرہ بے مقدار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ

فنا فی الرسول اور فنا فی الحقیقتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے۔ مگر بنی عرض کیا کہ فنا فی اللہ کا مطلب الصفاق اور فنا فی الحقیقتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فنا فی الذات محمدؐ ہے۔ یہ سن کر آپ نے بسم فرمایا۔

فرمایا کہ حضرت صاحبِ قبلہؐ نے فرمایا میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ گویا جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں پھر دیکھا کہ گویا میں ان کی جگہ بیٹھا ہوں اور وہ میری جگہ بیٹھے ہیں۔ بعد کو دیکھا کہ دونوں جگہ میں ہی ہوں پھر دیکھا کہ دونوں جگہ آپ ہی تشریف رکھتے ہیں پھر دیکھا کہ آپ اپنی جگہ بیٹھے ہیں اور میں اپنی جگہ بیٹھا ہوں۔

فرمایا کہ بارہویں صدی کے آفریں حضرت مرزا شہد ہوئے ہیں

فرمایا کہ اپنے حجرے میں تھے کہ کوئی شخص آیا اور دریافت کیا کہ مرزا صاحب خانجی تار

تو ہی ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ہی ہوں یہ سن کر اس نے قرابین ماری اور آپ کو زخم کاری لگا۔ کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی مسجد میں بیٹھا کہتا تھا کہ جب کسی صالح مرد کا خون ہوتا ہے تو ستر ہزار

۱۔ حضرت پیر قصوریؒ

آدی قتل ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بڑا ہنگامہ اور قحط پڑا تھا۔

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کہتے ہیں کہ علمداری شاہان مغلیہ کے وقت الوار رمضان

المبارک ایک ماہ پہلے ظاہر ہوتے تھے اور عہد مرہٹہ میں پندرہ روز پہلے اور لواب بخت خان
ویزہ کے زمانے سے سات روز پہلے اور اب انگریزوں کے وقت اسی روز ظاہر ہوتے ہیں گویا

اس قدر ظلمت پڑ گئی ہے۔

فرمایا حضرت سید نور محمد بدایونی کا انتقال ہو گیا تھا تو حضرت مرزا نے حضرت خواجہ محمد عالم

سے بیعت کی تھی فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو چھ ماہ حضرت کی خدمت بابرکت میں رہنے کا اتفاق ہوا

چند روز تو میرا رسمی عقیدہ رہا اور جیسے کہ چاہیے ویسا نہ تھا پھر حضرت شاہ صاحب نے کچھ

پردہ اٹھایا۔ تب آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ۔

سے این گلے رازنگ و بوئے دیگر است

۲۵ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۳۰۳ھ کو فرمایا کہ دریافت حال و طرح سے ہوتا ہے۔

ایک کشف سے اور ایک وجدان سے فرمایا کہ کشف سے وجدان بہتر ہے کہ وجدان میں غلطی

نہیں اور کشف میں احتمال غلطی کا ہے۔

۲۶ ربیع الاول یوم سہ شنبہ ۱۳۰۳ھ کو فرمایا کہ پانچ چیزیں مضر طریقہ ہیں۔ پیر کو

کم مجبئی و بے مجبئی و کم اعتقادی و بے اعتقادی و سوئے اعتقادی۔ فرمایا کہ سب کا علاج ہے۔
لیکن سوئے اعتقادی کا علاج نہیں۔

فرمایا کہ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم[ؒ] عجب چیز ہیں۔ پڑھنے سے کمال فیض آتا ہے

اور بڑے بڑے نکتے معلوم ہوتے ہیں۔

فرمایا ایک مرتبہ حضرت بابا فرید گنج شکر و حضرت نظام الدین اولیاء کا کسی جگہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مردوں عورتوں کا ہجوم تعویذ لینے کے لئے آیا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر نے حضرت نظام الدین اولیاء سے فرمایا کہ ان سب کو تعویذ دو۔ چنانچہ جناب ممدوح نے چند کو تعویذ دیئے اور پھر گھبرا گئے۔ تو حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ نظام الدین تیرے پاس خلق اللہ کا رجوع ہونا ہے تو اتنے میں گھبرا گیا۔

۲۸ ربیع الاول یوم چار شنبہ ۳۱۰ھ کو فرمایا کہ ایک شخص کی نسبت میں قوت زیادہ اور دوسرے کی نسبت علو میں زیادہ ہے یہ شخص جس کی نسبت قوت میں زیادہ ہے۔ دوسرے شخص سے افضل ہے۔

فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی نے حضرت قصور والا کی نسبت فرمایا کہ یہ میری عمر کی آخری کمائی ہے۔ پھر کچھ ذکر مکاشفہ ہوا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مرزا صاحب مسجد میں شریف رکھتے تھے فرمانے لگے کہ یہ کون شخص ہیں جو آکر اتر رہے ہیں۔ لوگ حیران ہو کر بولے کہ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم کو نہیں دکھائی دیتے۔ یہ رجال الغیب ہیں۔ سہ پہر کے وقت حضرت صاحبزادہ عالی تبار حافظ دوست محمد سبق پڑھتے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب نے حضرت صاحب پر قصوری کو چار اعتکاف کر لیا تھا۔ نین چیز کی ممانعت کی گئی تھی۔ گوشت اور پڑھانا جب حضرت پر قصوری نے مجھ کو اعتکاف فرمایا تو یہی شرائط مجھے بھی فرمائیں تھیں۔ لیکن میں نے محمد حسن خان کو جو اعتکاف کرنے کو کہا تو کسی چیز کی بندش نہیں کی کہ ان کی طرف کے آدمی اور طبیعت کے ہوتے ہیں۔

۲۹ ربیع الاول یوم پنجشنبہ ۳۱۰ھ کو یہ غلام حاضر نہ تھا۔ جناب حضرت صاحبزادہ

عجب عالی قدر والا شان فرماتے ہیں کہ میں موجود تھا۔ کسی شخص نے کسی کشفی کے کہنے کی بنا
 عنیم پر چڑھائی کی اور پھر حضرت مجدد سے اس معاملے میں کشفِ حال چاہا۔ آپ نے
 فرمایا کہ معاملہ برعکس ہے۔ چنانچہ وہی ہوا کہ شکستِ فاش ہوئی۔

یکم ربیع الثانی یوم جمعہ ۱۳۱۰ھ حضرت صاحبِ پیرِ قسوریؒ کے فضائل کا ذکر ہوا
 فرمایا کہ ایک شخص عرب نے زبانِ عربی میں ایک خط جنابِ ممدوح کو لکھا۔ آپ نے پھر عربی میں
 لکھا۔ وہ عرب اس جواب کو دیکھ کر کہنے لگا سَجَّانَ اللہ میں خیال کرتا تھا کہ یہاں کوئی
 عرب دان نہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی جگہ خالی نہیں پھر کچھ ادراک کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ بعض شخصوں
 کو ادراک نہیں ہوتا۔ اور اس کے ادراک میں جس قدر کہ اس کو فیض حاصل ہوتا ہے نہیں
 آتا۔ کمترین نے عرض کیا مکتوباتِ معصومیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حال اس وقت
 مقامات کے ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اب نہیں ہوتے۔

فرمایا کہ اول تو جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر زیادہ مدت
 گزرتی جاتی ہے۔ اس قدر ظہورِ فیض کم ہوتا ہے۔ دوسرے اب ظلمتِ کفر وغیرہ بہت ہو
 گئی ہے۔ تیسرے وہ وقت و وقت تجدید تھا۔ پھر کمترین نے عرض کیا کہ حضرت مجدد نے لکھا
 ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نزول ناقص بہ لطیفِ روح ہوا ہے۔ یہ کیا بات
 ہے۔ فرمایا کہ ہاں بعض اشخاص اس بات سے حیرتِ مجدد پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت
 شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کے نزول کو ناقص لکھا ہے۔ حالانکہ آپ نے ناقص نہیں
 لکھا ہے۔

فرمایا کہ کسی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی کے اس نزول میں یہ حکمت ہے کہ اگر ان کا نزول قلب تک ہو جاتا تو کوئی شخص دنیا پر کافر نہ رہتا۔

فرمایا کہ اس قدر بلند نزول کی وجہ سے آپ سے کرامات بہت ظاہر ہوتی ہیں پھر فرمایا کہ سلطان باہو لکھتے ہیں کہ میرا جب عروج ہوا تو مجھ سے صرف سلطان بایزید بسطامی و داتا گنج بخش افضل تھے۔ ورنہ میں سب سے افضل رہا ہوں۔

۴ ربیع الثانی یوم دو شنبہ کو فرمایا کہ اگر کسی شخص کا اتفاق کسی غیر محفل میں جانے کا ہو اور وہاں حلقہ ہونے لگے تو یہ نہ چاہئے کہ وہاں سے اٹھ آئے بلکہ اس جگہ بیٹھا رہے اگر یہ خیال ہے کہ میرا پیر بڑا زبردست ہے اور میرے یہاں بیٹھنے سے کہیں عزت کرے تو چاہئے کہ خیال کر لے کہ میرے پیر سے مجھ کو فیض آتا ہے۔ اُس دوسرے حلقہ والے مطلق خیال نہ کرے۔

حضرت مجدد جب گوالیار کے قلعہ میں قید تھے۔ تو کسی نے اندیشہ کیا کہ وہاں کا قلعہ دار شیعہ ہے۔ مبادا کہ جناب کو ایذا پہنچائے۔ آپ نے فرمایا نہیں مجھ سے اللہ تعالیٰ ظہور مقامات کرے گا۔ وہ ہو گا کچھ خوف نہیں۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ پر خوف طاری ہوا کہ ایمان سلامت ہے یا نہیں دیکھا کہ جناب رسالت بآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم چلا جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو اس قدر کرتا ہے اُس کا بھی ایمان سلامت رہتا ہے۔

۸ ربیع الثانی یوم جمعہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ اولیاء اللہ محبوب الہی ہوتا ہے اپنے

ب کو ہر کوئی غیروں کی نگاہ سے چھپاتا ہے۔ اس سبب میں اولیاء اللہ بھی چھپے رہتے ہیں
کچھ اولیاء کے تصرفات کا ذکر ہوا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ چند آدمی حضرت مولانا رومؒ کی ملاقات کو روانہ ہوئے دل میں کہا
مولانا کی کرامت تب ہے جبکہ ہم کو حلوا کھلائیں۔ وہاں جا کر بیٹھے کہ اتنے میں ایک شخص حلوا
کر آیا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اسے بھی کھائیں پھر مولانا نے کہا کہ جس جگہ پر گمان ہو کہ
چیز چائیں وہ مل جائے گی وہاں حلوا کیا مانگنا چاہیے۔ ایسی چیز مانگے جو پائیدار ہو۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ بڑا قحط پڑا رات کو سوتے وقت ایک مجذوب حضرت پیر قسوریؒ
پاس آیا کہ بھوک لگ رہی ہے آپ نے کہا ٹھہر جاؤ، مجذوب نے پھر کہا آپ نے فرمایا کہ ٹھہر
اؤ۔ اتنے میں ایک شخص ایک شتری بند بھر کر لایا کہ فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے
پنے نصف تو آپ نے اس مجذوب کو اور نصف اس لاشے کو دیا۔ اس کھانا لانے کہا کہ
ملاں شخص سوئے ہوئے تھے۔ جب آنکھ کھلی دل میں کہا کہ ہم تو کھانا کھا چکے ہیں جناب
میاں صاحب کے گھر بھی کچھ پکا ہو گا کہ نہیں اور درویشوں کو بھی ملا ہو گا کہ نہیں اور یہ
سونج کر پلاؤ پکوا یا اور خدمت شریف میں روانہ کیا ہے۔

۹ ربیع الثانی پوم شنبہ ۱۳۰۰ھ کہ عالم مقتدار کو چاہیے کہ کوئی ملازمت انگریز اختیار

نہ کرے کہ جس سے لوگ گمراہی میں پڑیں۔

فرمایا کہ بعض بزرگوں نے چھپانے کے واسطے کچھ ملازمت اختیار کی۔ جیسے کہ حضرت
شاہ احمد سعید نے جب کوئی دنیا دار آتا تو کنجیاں سنبھالنے لگتے۔ اور خادم سے حساب سمجھنے
میں بڑی کوشش کرتے تاکہ لوگ جانیں کہ بڑے طامع ہیں۔

۱۰ کھانا بھینجے والا

۱۰۔ ربیع الثانی یوم یکشنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ اگر آدمی کے جملہ مقاصد حسب
دلخواہ ہو جائیں تو غفلت ہو جاتی ہے اور جس قدر خلاف مقاصد ہوتا ہے۔ اسی قدر
رجوع اللہ ہوتا ہے۔

۱۱۔ ربیع الثانی یوم دو شنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ حضرت پیر قسوریؒ نے جو مجھ کو
چھ ماہ کا اعتکاف فرمایا تھا اس میں پڑھتا کچھ نہ تھا۔ صرف بیٹھا رہتا تھا۔ لیکن محمد حسن خان
کو چونکہ ابھی مقامات ختم نہیں اس سبب سے میں نے اُن سے کہا ہے کہ وقت کچھ ورد کیا
کر دیکھی وقت مراقبہ کسی وقت کوئی سلوک کی کتاب پڑھا کرو۔

فرمایا ایک شخص حضرت مرزا کی خدمت میں حاضر ہوا ہنایت وظیفہ خوان تھا۔ کچھ ترقی
نہ ہوئی۔ حضرت مرزا نے فرمایا کہ وظیفہ نہ پڑھا کر لیکن چونکہ اس کی عادت تھی۔ وہ باز نہ آیا
پھر ترقی نہ ہوئی۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ
جس طرح مرزا کہتے ہیں اسی طرح کرو۔

۱۳۔ ربیع الثانی یوم چہار شنبہ ۱۳۱۵ھ کو ایک شخص مسمی غلام حیدر کو اجازت صغرا
دے کر ایک شخص خاص کو توجہ کرنے کو فرمایا اور یہی ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے حضرت
مولانا یعقوب چرنی کو کہ ہنوز تکمیل نہیں کی تھی۔ اجازت فرمائی تھی اور ان کی تکمیل پھر
بعد میں ہوئی۔

پھر فرمایا کہ حضرت مجددؒ نے مکھل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
کی نسبت وسعت میں زیادہ ہے۔ اور حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کی نسبت طول
میں زیادہ ہے فرمایا کہ عروج میں اکثر فرق ہوتا ہے کسی ولی کا عروج زیادہ ہوتا ہے

جیسی کا کم -

فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عروج اکثر اولیاء سے زیادہ ہے اور
بل بھی روح ہی تک ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان سے کرانات بکثرت ظاہر ہوتی

۱۴ ربیع الثانی یوم پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ بعض اشخاص کو فائدہ اور اک میں نہیں
لیکن محبت ہوتی ہے، اور بعض کو محبت نہیں ہوتی لیکن فائدہ اور اک میں بخوبی ہوتا
جیسے مولوی صاحب ابراہیم چمن والا فرمایا کہ اصل شے محبت ہے۔

۱۵ ربیع الثانی یوم جمعہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ حضرت قصوریؒ کے فضائل کی مثال نہیں
آپ سے فاصلے پر بیٹھا کرتا تھا۔ اور آپ کو اگر کچھ کہنا منظور ہوتا تو آپ الفا کر دیا کرتے

فرمایا کہ جب فمار نفس حکم روح پیدا نہ کرے۔ یہ تصرف نہیں کر سکتی فرمایا کہ جس
نسبت بلند تر ہوتی ہے اسی قدر لطیف تر ہوتی جاتی ہے۔

۱۶ ربیع الثانی یوم شنبہ ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ ایک مرتبہ قبلہ مرزا صاحب کے حلقے میں
میں نے نعرہ بلند کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں ایک مجلس فرشتوں کی منعقد تھی تیرے نعرہ سے
ہم ہو گئی۔ اور ان میں سے ایک نے تیری طرف نگاہ تیز سے بھی دیکھا۔ خیال ہوا کہ کہیں تجھ
ضرورت نہ پہنچا دے۔ تم یا تو اس حلقہ میں آیا نہ کرو۔ اور اگر آؤ تو ایسا نعرہ نہ مارا کرو اس شخص
نے عرض کیا کہ مجھ سے فعل بے اختیار می میں ہو گیا ہے۔ آپ جس میں میری بہبود دیکھیں ویسا
ریں۔ چنانچہ اس کو اوپر کے مقام پر توجہ فرمائی تو وہ بات جاتی رہی۔

فرمایا کہ حضرت پیر قصوری نے ایک روز فرمایا کہ سخن مردان نامردان را مرد کند و مردان را فرد و فردان را گرد کند فرمایا کہ اصطلاح متاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث جامع قطب مدار و قطب ارشاد کو کہتے ہیں اور اصطلاح متقدمین میں قطب مدار کو کہتے ہیں۔

۱۹ ربیع الثانی یوم سہ شنبہ ۱۳۱۰ھ کو فرمایا کہ اوائل میں لطائف خمسہ کی سیر علیہ علیہ ہوتی تھی۔ لیکن اس میں بہت دیدہ ہوتی تھی اس سبب سے اب صرف قلب اور لہر کی سیر کراتے ہیں کہ اُس کے ضمن میں انکی سیر بھی ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت پیر قصوری کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرید نے اپنے پیر کو لکھا کہ فلاں افغان مجھ کو تکلیف دیتا ہے اور اس سے کچھ باطن میں بھلائی ہو رہی ہے۔ پیر نے جواب میں لکھا کہ ایک افغان ہم کو بھی ایذا پہنچاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ نسبت میں کوئی فرق نہیں بلکہ فلاں فلاں روز ہم کو بیت المعمور میں لیے گئے۔ اور وہاں نے فرشتوں کی جماعت کو نماز پڑھائی لیکن یہ ثمرہ ہمارے صبر کا ہے صبر کرو کہ تم کو بھی یہ باب حاصل ہو جائے گی۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اس فقرہ آخر کو آپ نے اس طرح ادا کیا کہ مجھ کو یقین گیا کہ اس کا مخالف میں ہوں۔ کیونکہ آپ نے جو بشارت فرمائی اسے ہی ڈھنگ سے فرمائی اور وہ ظہور میں آئی۔

۲۱ ربیع الثانی یوم پنجشنبہ ۱۳۱۰ھ کو فرمایا کہ مراقبہ حضور کے ختم ہونے کی علامت کم یا بے خطرگی تا چہار گھڑی ہے و حصول جمیعت ہے اور جب تک کہ حرکت یا ذمہ ویزہ محسوس ہے تو یہ علامت نارسائی ہے۔

فرمایا کہ ایک شخص کا دلِ ذاکر تھا کہ آوازِ ذکر سنائی دیتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت

ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال سنایا اور عرض کی کہ مجھ کو
سر نے مشائخ نے میرا حال دیکھ کر اجازت عنایت فرمائی ہے۔ آپ کے نزدیک بھی اگر مناسب ہو تو
سائیت فرمائیے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابھی تجھ میں نقص ہے۔ جب یہ جاتا رہے گا
یہ اجازت ممکن ہے۔ چنانچہ اُس پر توجہ کی تو اس کا ذکر جاتا رہا۔ بیچارہ نہایت پریشان ہوا۔
تو سمجھا کہ میرا نقصان ہو گیا۔ حالانکہ وہ عین ترقی تھی کہ ذکر معاملہ متبدلی کا ہے۔

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ یومِ شنبہ کو فرمایا کہ لطیفہ کا اپنی اصل میں جاملنا ولایت

ہے۔ ولایت کی چند قسمیں ہیں۔ ایک ولایتِ آدمی، دوسری ابراہیمی، تیسری موسوی، چوتھی

میسوی اور پانچویں محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا لطیفہ قلب اپنے اصل سے جا ملا۔ ان

ولایتِ آدمی ہے۔ علی بنیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور جن کا لطیفہ قلب وروح دونوں

جامیں۔ اسکی ولایت موسوی اور جن کے قلب وروح و سر و خفی جامیں اس کی عیسوی

اور جن کے سارے لطائف جامیں اس کی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ جمیع

الانبیاء والملئکۃ فرمایا کہ فنا رزائل کا دور ہونا ہے۔ اور بقاء تخلیق باخلاق اللہ ہونا۔

۲۴ ربیع الثانی یومِ دو شنبہ ۱۳۱۰ھ کو ایک درویش نے عرض کیا کہ میں نے خواب

دیکھا ہے کہ حضور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تو غوث ہے۔ فرمایا کہ خواب صحت و غلطی کی علامت

ہے کہ اگر دل میں یقین ہو تو ویسا ہی وقوع میں آتا ہے اور اگر خواب مذذب ہو تو

اب غلط ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ یومِ شنبہ کو فرمایا کہ جو خواب یا معاملہ مبتدی کو پیش

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ یومِ شنبہ کو فرمایا کہ جو خواب یا معاملہ مبتدی کو پیش

حضرت آدم علیہ السلام

آئیں تو اس کو پیر کے سامنے کم و کاست بیان کر دے۔

۲۸ ربیع الثانی یوم پنجشنبہ ۳۱ھ کو ایک شخص نے خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ پہلے لوگ بڑی ریاضت کیا کرتے تھے تب کچھ حاصل ہوا کرتا تھا اب جلد جلد خلافت عطا فرماتے ہیں فرمایا کہ اگر ریاضت پر خیال کیا جائے تو صرف قلب کا ہزار سال کا راستہ ہے اگر اسکے ساتھ ساتھ قائم الیصل و صائم الدھر ہو بھی تو پہنچ کہاں تک ہوگی۔ اور یہ فضل الہی کا معاملہ ہے چنانچہ نقل ہے کہ عالم مراقبہ میں ایک مجددی نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کپہری لگ رہی ہے یہ بھی حاضر ہوئے بھی موجود تھے۔ ایک صحابی نے کاغذ طلب کیا اور اس پر کچھ لکھ کر پیش کیا۔ حضرت رسالت نے بھی اسکی پشت پر لکھ دیا انہوں نے یعنی مجددی نے نظر پچا کے دیکھا تو اس میں لکھا تھا اے جان اور مال نسا کیا تب یہ رتبہ پایا مجددی نے کیا کیا ہے جو ایسا رتبہ حاصل کیا۔ جناب مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لکھا تھا ذَالِكْ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ آپ نے فرمایا کہ اول ہزار برس میں اسم اللہ جو ہوا الہام ہے۔ پر تو افکن تھا۔ اور اب ہوا المصل سایہ افکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب ضلال زیادہ ہے۔

۲۹ ربیع الثانی یوم جمعہ ۳۱ھ کو کچھ عالم گیر اور رنگ زیب کا ذکر تھا آپ نے

فرمایا کہ جب دار شکوہ اور رنگ زیب کے سامنے قید ہو کر آیا تو اس نے کہا کہ تو سوئے اعتقادی تو بہ کہ اس نے کہا کہ میں تیرے کہنے سے توبہ نہیں کرتا تب اس نے یہ مسئلہ علماء کے سامنے پیش کیا انہوں نے کہا کہ جو یہ اعتقادی سے توبہ کرنے سے انکار کرے۔ اس کا قبل لازم ہے چنانچہ وہ قتل حضرت خواجہ محمد معصوم نے فرمایا۔ امان لے گیا۔

۳۔ ربيع الاول يوم شنبه کو فرمایا کہ حضرت پیر قصوری توجہ کے وقت تسبیح ہاتھ

میں رکھا کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری یہ عادت نہیں۔

فرمایا کہ حضرت پیر قصوری کے پاس جب کوئی آدمی دنیا دار آیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی

تسبیح لیکر کچھ پڑھا کرتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بلا ہے۔ جس کے ٹالنے کے واسطے متوجہ

ہیں فرمایا کہ تھوڑی دیر بیٹھنے دیا کرتے تھے۔ اور دعا خیر فرمادیا کرتے تھے۔ اگر اس پر بھی نہ اٹھا۔

تو کہہ دیا رخصت۔ فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی بھی یہی عادت تھی۔

یکم جمادی الاول یوم یکشنبہ ۱۲۱۰ھ کو فرمایا کہ یہ طریقہ "اندرج النہایت فی الہدایت

ہے۔ اس میں بستری اور منتہی برابر ہیں کیونکہ دونوں پر توار د ہے۔

۲۔ جمادی الاول یوم دو شنبہ ۱۲۱۰ھ کو یہ غلام حاضر تھا کہ مولوی امام الدین نے اپنی بیوی

کا سب زلیور آپکی نذر کر دیا۔ آپ نے اسکو قبول فرمایا اور پھر ان کو واپس عنایت کر دیا اور

فرمایا لینا دینا کوئی چیز نہیں اصل شے محبت ہے۔

۵۔ جمادی الاول یوم پنجشنبہ ۱۲۱۰ھ کو فرمایا کہ نیکی بانیکا خزار لیست و بدی بانیکا بکا

لیست و نیکی بابدان کار عبد اللہ انصاری است۔

۶۔ جمادی الاول یوم جمعہ ۱۲۱۰ھ کو ایک شخص جلال الدین شاہ نامی ہو کہ پیری مریدی

کرتا تھا۔ "اور محض بے نسبت تھا" خدمت شریف میں دس روز حاضر رہا۔ لطیفہ قلب پر توجہ

فرما کہ اجازت فرمائی، اور بے چارہ کو حرام سے بچایا۔ کیونکہ بلا وصول الہی مرید بنا نا حرام ہے

۸۔ جمادی الاول یوم یکشنبہ ۱۲۱۰ھ کی علی الصبح کو یہ کمترین حاضر حضور تھا۔ آپ

نے فرمایا مرشد کی خدمت میں رہنا بھی عجب چیز ہے چنانچہ ایک شخص کو مرزا صاحب نے
 محبت عامہ توجہ فرمائی۔ لیکن آگے کے مقام میں توجہ کی تو عروج نہ ہوا۔ اسی مقام پر مجبوس رہا
 ہر چند کوشش کی۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کا نواجہ نقشبند نے بھی واقعہ میں کہا اسی
 کافی ہے۔ پھر تو بالکل مایوسی ہو گئی اور ناامید سعی کرنا چھوڑ دیا۔ ایک روز وہی شخص کہ
 جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں مرزا صاحب کے چند مخالف بھی آگئے۔ انہوں نے جناب مدفوع کی
 شان میں کچھ بے ادبی کی۔ یہ شخص فی الفور ان سے دست و گریباں ہو گیا۔ یہ حال مرزا صاحب
 نے بھی براہ کشف معلوم کر لیا اور جب وہ شخص آیا تو فرمایا کہ آؤ تمہاری مشکل حل ہو گئی
 چنانچہ اس پر توجہ کی اور تمام مقامات طے کرائے۔

راقم کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ایسا ہی حافظ فضل محمد کو پیش آیا یہ بزرگ جناب صاحب
 قبلہ کے خلفائے جلیل القدر سے تھے یہ بھی کسی مقام پر مجبوس ہو گئے اور حضرت صاحب نے
 چند کوشش و ہمت کی لیکن تاثیر پذیر نہ ہوئے۔ آخر کار ایک مرتبہ ایک جگہ گئے کہ جہاں چنانچہ
 مخالف جناب حضرت صاحب کے بیٹھے تھے انہوں نے آپ کی شان میں کچھ بے ادبی کی۔ حافظ صاحب
 لائٹھی سے ان پر پل پڑے اور اسی وقت وہ مقام ان پر کھل گیا۔ اور آخر کار سلوک کی ترقی
 منزلیں طے ہو گئیں۔

۹ جمادی الاول یومِ دو شنبہ ۱۳۱۰ھ کو علی الصبح یہ غلام و مولوی امام الدین صاحب

و مولوی غلام حسن ڈھڑوی موجود تھے۔ کچھ ذکر عشق کا ہوا فرمایا کہ عشق حضرت مرزا صاحب
 خیر میں تھا۔ چنانچہ شیرخوار تھے کہ ایک حسین و جمیل نے گود میں لیا۔ آپ اس پر عاشق ہو گئے
 اسکو نہ دیکھتے تھے رو یا کرتے تھے۔

۱۰ علی حضرت للہی - ۱۱ حضرت مرزا خان خان دہلوی

آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے کسی مراد دینوی کے واسطے ابتدا میں حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کے مزار پر عذراف کیا وہاں یہ بات منکشف ہوئی کہ حضرت سلطان کو یہ بات کہہاں سے نصیب ہوئی کہ لوگ ان سے حاجت چاہتے ہیں یعنی اللہ کا ہو رہنے سے چنانچہ مرزا نے طے کیا کہ وہ بھی اللہ کے ہو رہے۔

۱۰۔ جمادی الاول یوم سہ شنبہ ۱۳۱۷ھ کو آپ نے فرمایا کہ بعد انتقال جب حضرت پیر قصوری کے مکان سے واپس ہوا۔ میرے ساتھ ایک شخص جو کہ میرا سامان لئے آتا تھا۔ دریائے چناب کے پار جب آئے تو دریا کے سیلاب کا پانی کئی کوس تک پھیلا ہوا تھا اور میرے ساتھ جو آدمی تھا اس کے پیر میں کچھ زخم تھا اس واسطے پیدل چلنا سخت مفر تھا۔ اور سامان بھی وہی لئے آتا تھا چنانچہ میں یہ کرتا کہ پہلے سامان لے کر کچھ فاصلہ پر کسی خشک جگہ رکھ آتا بعد اس کے اس آدمی کو اٹھا کر وہاں لے جاتا۔ پھر اس اسباب کو رکھ آتا پھر اس آدمی کو لے جاتا پھر اس اسباب کو رکھ آتا چنانچہ کئی کوس ایسا ہی کیا فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کے واسطے کہ وہ میانی سے چند کروہ اس طرف آئے تھے، گیا تھا اور وہاں سے واپسی کے وقت دریائے جہلم سخت طغیانی پر تھا اور کشتی وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں تھا چنانچہ میں دریا میں کود گیا اور سات کوس تک چلتا آیا۔

۱۱۔ جمادی الاول یوم چہار شنبہ ۱۳۱۷ھ کو فرمایا کہ جب وہاں سے مقدمہ تھا لوگوں کو اندیشہ تھا کہ مبادا قید نہ ہو لیکن فقر کے دل میں مطلق ہر اس نہ تھا اور کہتا تھا کہ اگر دین کے واسطے قید بھی ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۱۲۔ جمادی الاول یوم جمعہ ۱۳۱۷ھ کو فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب پر کسی نے طعن کیا کہ

سالک کی کما حقہ تربیت نہیں ہوتی۔ حضرت مرزا نے فرمایا کہ جس کے واسطے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سلطان نظام الدین اولیاء۔ سے صاحبزادہ عبدالرسول صاحب قصوری

سے تصدیق کرادوں۔

فرمایا اگر ایک مقام پورا نہ ہو اور کوئی مقام بالا پر مرید کو توجہ کرنے کے تو اس پر پھیلے
ہی مقام کا فیض آتا ہے۔ یعنی جب تک ایک مقام طے نہ ہو چکے دوسرے میں کس طرح داخل
ہوگا۔

۱۶۔ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ یوم یکشنبہ کو آپ نے فرمایا کہ منکر سے احوال طریقت کہنا
درست نہیں۔

فرمایا اولیاء اللہ اذاراً واذکیر اللہ ہوتے ہیں۔

۱۷۔ جمادی الاول یوم دو شنبہ ۱۳۰۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ پیر اور استاد جب راضی ہیں تو
تو ان کے دل سے بلا ارادہ فیض نکلتا ہے۔

۱۶۔ جمادی اول یوم دو شنبہ ۱۳۰۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ حضرت مجددؑ نے پروردگار ہندو
کے نام خط لکھا تھا کہ رام کو خدا جاننا بعید از عقل ہے۔ وہ اگر خدا ہوتا تو اسکی بی بی سیتا کو
راون کس طرح لے جاتا اور اس کو خبر نہ ہوتی پھر آپ نے فرمایا کہ فیر کو عمارات بنوانے کا
شوق نہیں یہ جو کچھ بن گیا ہے بلا ارادہ بن گیا ہے۔ اور اتفاقاً حافظ عالم دین چکوری والا سے
آپ نے فرمایا کہ اب فقیر اس کو جانتے ہیں کہ نماز نہ پڑھے اور یہ کہتا پھرے کہ ہم واصل ہیں اس
لئے ہم کو نماز کی ضرورت نہیں۔ فرمایا کہ عجب وقت ہے فقیری تو نہایت چھپانے کی چیز ہے
اس کو اس طرح بھپانے کہ کثرت سے نمازیں پڑھیں تاکہ لوگ کہیں کہ زرا ملا ہی ملا ہے۔

۱۸۔ جمادی الاول یام چہام شنبہ ۱۳۰۰ھ کہ کچھ ذکر کھانے کا ہوا۔ آپ نے فرمایا
کہ جو کھانا صاحب نسبت پکاتا ہے۔ عجب لذیذ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فقیر کی دعوت نواب

بہاولپور کے وزیر نے کی ہر چند کہ انکار کیا لیکن اس نے ایک مولوی صاحب کو بھیجا انہوں نے مسئلہ فقہ کا پیش کیا۔ خیر جبراً و قہراً وہاں گیا انواع انواع کے کھانے پکوائے تھے۔ لیکن جو قصور میں حضرت صاحب کے کھانے میں لذت تھی۔ وہ یہاں کہاں، پھر آپ نے فرمایا کہ نواب مکارم خان، حضرت عروۃ لوثقے حضرت خواجہ محمد معصوم کے مخلصوں میں تھے۔ افراط فریح اس قدر تھا کہ گائیں پھول کھایا کرتی تھیں۔ لیکن باوجود اس افراط کے کھانے میں اتنا فیض تھا کہ اگر کوئی کھالیتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ لی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ نواب مذکور نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں کہا کہ مجھ کو آپ سے اس قدر محبت ہے کہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ محبت خدا و رسول پر بھی غالب ہے۔ حضرت خواجہ نے جواب میں لکھا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ وہ محبت عین خدا و رسول کی محبت ہے۔

۱۹ جمادی الاول یوم پنجشنبہ ۱۳۳۰ء کو کمترین کو حضوری نصیب ہوئی۔ فرمایا کہ پیر محبت کرے اور مرید کی طرف سے کچھ سستی پائی جاوے تو یہ علامت نقص استعدادِ باطن کی ہے پھر کچھ علم ظاہری کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ جب تک آدمی چل نہیں نکلتا تب تک اس کو دقت ہوتی ہے اور جیسا چل نکلتا ہے تو علم ظاہری میں لذت ہوتی ہے۔

۲۰ جمادی الاول یوم جمعہ ۱۳۳۰ء کو آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص دشمن طریقہ تھا۔ اس کی ترقی ہوئی اور اس علاقہ سے تبدیل ہو گیا میں نہایت خوش ہوا کہ یہاں سے تو دور ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ پیروں کے ہاتھوں پر بوسہ روا کیا ہے۔ لیکن مجھ کو یہ بات طبعاً پسند نہیں۔ بعض بعض آتے ہیں اور ہاتھ چومتے ہیں۔

۲۱ جمادی الاول یوم شنبہ کو آپ نے اپنے برادر زادہ مولوی دین محمد کو فرمایا کہ فلاں

طلب علم کو لورالوار اچھی طرح پڑھا دیا کرو۔ کہ اس میں دین و دنیا دونوں کا فائدہ ہے۔ پھر کوئی شخص سیر لایا۔ کمترین سے دریافت کیا کہ تمہارے وطن میں بھی ہوتے ہیں۔ پھر براہ عنایت اپنے دست مبارک سے چند سیر عنایت فرمائے۔ پھر آپ نے کچھ صاحبزادہ صاحب کو پھر دین محمد صاحب کو پھر مولوی نور احمد صاحب کو کچھ عطا فرمائے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ہماری کوئی چیز چھپالے تو اس سے کچھ مواخذہ نہیں۔ لیکن فیض باطنی سے محروم رہ جاتا ہے۔

۲۲ جمادی الاول یوم سہ شنبہ ۱۳۰۰ھ کو ذکر وقتِ عشاء کا آیا آپ نے فرمایا ایک بزرگ کا قول ہے کہ درالمنخار در کتب فقہ حکم قطب مدار دارد۔ فرمایا کہ اسکی دو شرح نہایت معتبر ہیں۔ ایک درالمنخار دوسری طحطاوی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کو درالمنخار کا اس قدر شوق تھا کہ مدینہ منورہ سے جب واپس آیا۔ اپنے ساتھ سوائے درالمنخار کی پانچ جلدوں کے کوئی کتاب نہ لایا۔ پھر کچھ حضرت قصور والوں کی اوقات شریف کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ اول نمازِ معرب کی فرض و سنت پڑھ کر نمازِ آواہین پڑھا کرتے تھے پھر توجہ فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد مکان پر کھانا کھانے جاتے اور کھانا کھا کر اپنے ساتھ درویشوں کے لئے کھانا لایا کرتے۔ جب درویش کھانا کھا چکے تو نمازِ عشاء شروع ہوتی۔

پھر کچھ ذکر ہوا کہ بعض لوگ نماز وغیرہ میں تساہل کرتے ہیں فرمایا کہ کسی عذر میں تساہل ہو جاتا ہے کیونکہ بزرگوں سے بلا عذر ایسا فعل نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا کہ کسی رقت کسی مقام کا فیض آتا ہے اور بعض رقت کسی دوسرے مقام کا فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد صاحب ایک قبرستان میں چلے جاتے تھے۔ حضرت مرزا بھی ہمراہ

تھے۔ حضرت شیخ چلتے چلتے کھڑے ہو گئے کہ مردے استدعائی توجہ کرتے ہیں۔ چنانچہ عصا پر تھوڑی رکھ کر کھڑے ہو گئے اور متوجہ ہوئے تمام روہیں فیض یاب ہو گئیں کہتے ہیں کہ اس وقت حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص صاحب ادراک ایسا نہ ہو چاہئے کہ جس مقام کا فیض ہو اس کا خیال کرے اور جس شخص کا ادراک ایسا ہو جس مراقبہ کا چاہئے کیا کرے۔

صاحبزادہ صاحب کی طرف سے مولوی صاحب ڈھڈیاں والے نے عرض کیا کہ ایک جلسہ توجہ میں دوسرے مراقبہ کا خیال کرنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ ایک خیال اچھا ہے۔

۲۶ جمادی الاول یوم جمعہ ۱۳۱۰ھ کو کترین حاضر حضور پیر نور تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی قدم بوسی کے لئے راہ دور دراز سے آیا، اور سر ہند شریف میں رات کے وقت پہنچا۔ کسی شخص کے مکان پر ٹھہرا اتفاقاً وہ شخص حضرت امام ربانیؒ کا بے اعتقاد

تھا۔ حال دریافت کر کے کہنے لگا میاں دکاندار تو نے اس قدر کیوں تکلیف کی۔ وہ بے چارہ اپنے

دل میں گھرایا اور کچھ پچھتا یا۔ ناگاہ ایک شخص تلوار لئے آیا اور اس شخص کو قتل کر ڈالا۔ صبح کو یہ

شخص حضرت مجددؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعینہ وہ شکل پائی جو اس شخص کی تھی۔ چاہتا تھا

کہ معاملہ بیان کرے کہ حضرت مجددؒ نے فرمایا لا تذکر ما مضی فی اللیل (رات کو جو کچھ گزرا وہ ذکر نہ کر)

۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ پوم یکشنبہ کو ایک درویش نے ایک خواب لکھ کر دی فرمایا کہ اگر یہ خواب صحیح ہے تو تم

ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیات والتسلیمات فرمایا کہ ولایت فلانے پیغمبر

علیہ السلام سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ شخص اس کا ایک جزو ہو گیا ہے فرمایا کہ

جس کسی کو وصول ہو جاتا ہے، وہ پیغمبران اولوالعزم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے

کسی کے زیرِ قدم ہوتا ہے اور یہ شخص اس پیغمبر کا جزو خیال کیا جاتا ہے چنانچہ شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت عیسوی تھی علی نبینا وعلیہ السلام چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ علیل ہوئے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام عیانت کے واسطے آئے ہیں کسی شخص نے پوچھا کہ آپ کیوں تشریف لائے فرمایا کہ میرا بیٹا بیمار تھا اس کو دیکھنے کے واسطے آیا ہوں۔ و نیز جس پیغمبر کے زیرِ قدم ہوتا ہے اس کی سرایت کرتی ہے جبکہ حضرت قبلہ عالم قصوری رحمۃ اللہ علیہ مولوی تھے ایک مرتبہ کچھ مسئلہ پر بحث تھی طرف ثانی تسلیم نہیں کرتے تھے حضرت صاحب کے سامنے فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی۔ جلال میں آکر وہ کتاب بزورِ اٹا کر زمین پر دے ماری۔ اور یہ حرکت بعینہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے مانند ہوئی۔ تورات کو اٹھا کر مارا تھا۔

فرمایا کہ قصور میں ضعیف حضرت قصوری کے اجداد کی ہم عصر تھی کہا کہ فلاں روز میرا انتقال ہوگا اور میرے ساتھ میرا ساتھی بھی جائے گا۔ مرلیضہ کا کہنا کسی کی سمجھ میں نہ آیا لوگ کہنے لگے کون جائے گا۔ اُس نے کہا کہ قطب جائے گا۔ الغرض جب لوگ جناب حضرت قصوری کے دفن کے واسطے جا رہے تھے تو اس بڑھیا کو دفن کر لوگ واپس آ رہے تھے اس بڑھیا کی بیٹی نے حضرت صاحب زادہ صاحب سے یہ واقعہ کہ اس بڑھیا کے ساتھ اس کا ایک ساتھی بھی جائے گا بیان کیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ استغراق و بخودی ثمرات مراقبہ معیت ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا العطل عد واللہ (بیکار آدمی خدا کا دشمن ہے) ۶ جمادی الثانی
یوم شنبہ ۱۳۱ھ کو بعد نماز صبح کچھ ذکر بخت کا آیا، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بھیرا میں سنی
اور وہابیوں کی طویل بحث ہوئی، حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا، مولوی غلام قادر نے مجھ سے
کہا کہ بحث ختم نہیں ہوئی، پھر فقیر کے سوال کا جواب وہابیوں سے بن نہ پڑا اور بحث ختم ہو گئی
۹ جمادی الثانی یوم شنبہ ۱۳۱ھ کو کسی شخص نے ذکر کیا کہ فلاں شخص حضرت
سلطان باہو کا مرید ہے فرمایا کہ وہ گیارہویں صدی میں گذرے ان کا کس طرح مرید ہے
جو وہاں جاتا ہے وہ اپنے آپ کو ان کا مرید گردانتا ہے، آپ نے فرمایا کہ پھر تو جو شخص
مدینہ منورہ گیا وہ جناب رسول خدا صلعم کا مرید ہوا اور جو شخص بخارا تشریف میں گیا، وہ
حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔

پھر کچھ بزرگوں کے حال نویسی کا ذکر آیا، آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر حال لکھا ہے، لیکن حضرت شاہ صاحب کا مکمل حال لکھا گیا ہے، پھر
آپ نے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ اپنے آپ کو عالموں ہی کے جامہ میں رکھتے ہیں،
فرمایا کہ حضرت صاحب قصوری کی عادت مبارک تھی کہ جو عمل کسی سے سنتے
تھے اس کو کتاب پر لکھنے اور بتانے والے کا نام بھی درج فرمادیتے، تاکہ لوگ جانیں کہ
مخض عامل ہی عامل ہیں اور عملوں کا شوق ہے اور دراصل جناب ممدوح کو ان
حیزوں کا کچھ خیال بھی نہیں تھا۔

راقم کہتا ہے کہ ان کی نظر سزا عمل سے افضل تھی، چنانچہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا

کہ ایک برتن میں ہاتھ دھو رہے تھے کسی شخص نے آکر عرض کیا کہ فلاں شخص کو سگ دیوانہ نے کاٹا ہے۔ فرمایا کہ یہی پانی پلا دو۔ چنانچہ وہی پانی پلایا آرام آگیا۔ اور ایک مرتبہ کسی شخص نے عرض کی کہ مجھ کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہے آپ نے ایک دفعہ چھو کرنے کے بعد کہا کہ کیا وہ شخص چلا گیا۔ جناب مرشدی و مولائی اس وقت موجود تھے۔ پوچھا کہ آپ نے کیا پڑھا فرمایا کچھ پڑھا تو نہیں یوں ہی دم کر دیا۔ دریافت کیا تو اس شخص کو بالکل آرام آگیا۔

۱۰۔ جمادی الثانی یوم چہار شنبہ ۱۳۱۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ نواب امیرخان نے چاہا کہ حضرت شاہ صاحب کا کچھ رذیہ مقرر کرے۔ اور اس بات کو کسی شخص نے جو کہ حضرت شاہ صاحب سے تعارف رکھتا تھا اور نواب امیرخان کے ہاں تھا۔ جناب ممدوح نے بجواب اس کے یہ شعر لکھوایا۔

ما ابروے فقر و قناعت غنی بریم

با امیرخان بگو کہ روزی مقدر است

۱۱۔ جمادی الثانی یوم پنج شنبہ ۱۳۱۰ھ کو علی الصبح یہ غلام حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میرا مراقبہ کمالات نبوت تھا۔ تو مجھ کو قرآن شریف حفظ کرنے کا شوق ہوا اور ایسا شوق تھا کہ سب لوگ سوتے تھے اور میں بیٹھا قرآن شریف یاد کیا کرتا تھا۔ صبح نماز پڑھ کر اشتراق کے وقت تک مراقبہ میں مشغول رہتا اور پھر وضو کر کے قرآن پاک یاد کرنے بیٹھ جاتا جب آفتاب سر پاتا تھا۔ تب کھانا کھاتا تھا اور قندے سے سو رہتا اور پھر اٹھ کر یاد کرنے لگتا۔ اور نماز پڑھ کر پھر شروع ہو جاتا کہ عصر کا وقت ہو جاتا۔ اس وقت اشتراق

الانوار کا سبق پڑھایا کرتا۔ پھر قرآن شریف یاد کرنے لگتا اور رات کو جب سب سو جایا کرتے تھے میں اس وقت یاد کیا کرتا اور اگر یاد کرتے کرتے تھک جاتا تو مراقبہ کلمات نبوتہ کیا کرتا جب اس کی لذت آتی تو پھر تازہ دم ہو کر قرآن شریف یاد کرنے شروع ہو جاتا غرضیکہ ایسی ہی محنت سے چھ مہینے میں تمام قرآن شریف یاد کر لیا۔ پھر کچھ ذکر ان لوگوں کا آیا جو کہ توحید و جود کی مشق کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ خرق عادت اور کشف تو ہنود کو بھی ہوتے ہیں لیکن ان اللہ عنده علم الساعة وینزل الفیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ما ذاکسب غدا و ما تدری نفس بائی ارض تموت ان اللہ علیہم خیبر ط۔

سوا اولیاء اللہ کے کسی کو نہیں آپ نے فرمایا کہ پہلے فیض حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت آتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مشائخ کا یہی فخر ہے کہ کسی وقت سب کچھ موجود اور کبھی فاقہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت پیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم میاں حسین بھیروی سے میری نسبت فرمایا کہ جیسے علم ظاہری میں ذکی ہیں ویسے ہی باطن میں ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ نانا تک کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کیا ہو گا۔ جس کا نام نانا تک ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان فان سانگھڑ والہ صاحب کشف تھے چنانچہ ذکر ہے کہ ایک مرتبہ سوئے ہوئے اٹھے اور کہا کہ ملتان کی خبر نہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے کہ ایک افغان نے کسی دھوبی پر ظلم کیا تھا اس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاں فریاد کی دہاں سے دوزخ کا کتا ملتان کے واسطے چھوڑا گیا ہے۔ اب ملتان بچتا نظر نہیں آتا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ بعد اس کے سکھوں نے ملتان پر چڑھائی کی اور ایسا غارت کیا کہ العظمتہ باللہ

۱۲ جمادی الثانی یوم جمعہ ۱۳۰۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ اور اک اور سنتے ہے اور

استعداد دوسری شے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب نے بندہ برس توجہ لی اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے پچاس برس توجہ میں سلوک حاصل کیا اور پھر آپ نے فرمایا کہ سنتے ہیں کہ مولوی عبداللہ ڈیرہ اسماعیل خان والا حضرت مجدد الف ثانی کا معتقد نہیں ہے دل میں آتا ہے کہ کبھی چلیں اور اس سے گفتگو کریں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریؒ خواب میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے رابعہ تجھ کو مجھ سے کس قدر محبت ہے حضرت رابعہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اللہ تعالیٰ کی اس قدر محبت ہے کہ دوسروں کی محبت کی گنجائش نہیں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ بیچاری رابعہ کیا جانے اس نے محبت خدا اور رسولؐ علیحدہ علیحدہ خیال کی بلکہ محبت رسولؐ اور اللہ ایک چیز ہے۔

۱۳ جمادی الثانی یوم شنبہ ۱۳۰۰ھ علی الصبح کمترین مولوی محمد ابراہیم حاضر حضور تھے آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی روم جو حضرت شمس تبریزی کے ساتھ بہت نشست و برخاست کرنے لگے تو علم ظاہری کا پیر چا جاتا رہا یہ بات ان کے فرزند کے خلاف ہوئی اور خیال کیا کہ یہ

حضرت شمس تبریز کی وجہ سے ہے چنانچہ جناب موصوف کو قتل کر دیا۔
 آپ نے فرمایا کہ کسی بزرگ کے پاس ایک فاحشہ عورت آئی بڑی خاطر
 کوئی شخص خلیفوں میں سے موجود تھا، دل میں کہنے لگا کہ فاحشہ عورت کی اس قدر خاطر
 بول کرتے ہیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تجھ سے اچھی ہے کہ ظاہر میں بھی کنجری اور باطن میں
 بھی کنجری اور تو ظاہر میں تو نیک اور باطن میں خدا جانے تو کیا ہے

۱۲ جمادی الثانی یوم شنبہ ۱۳۰۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ دو طرح کی حالت میں کچھ ادراک

میں آتا، ایک تو اگر فائدہ نہ ہو یا جبکہ نسبت کمال لطیف ہو جائے، فرمایا کہ بڑھے جوان
 بچہ کو فائدہ ہوتا ہے، فرمایا کہ اعتقاد ہو اور انکار نہ ہو، تو ضروری فائدہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا
 جب بالکل حاصل ہو جاتا ہے تو پھر توجہ میں بھی چنداں معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ آخر میں ایک روز
 حضرت مرزا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد رضی اللہ عنہ سے شکایت کی
 کہ توجہ میں اب کچھ معلوم نہیں ہوتا صرف صفائی صفائی محسوس ہوتی ہے، فرمایا جب پر تالہ اور
 حوض برابر ہوتا ہے تو کچھ شور نہیں رہتا۔

۱۸ جمادی الثانی یوم پنج شنبہ ۱۳۰۰ھ کو یہ غلام و مولوی صاحب ڈھڈیا نوالے

حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ مردہ بدست زندہ ہو اور معاملہ باطن میں پیر
 سے ضد نہ کرے کیونکہ پیر اس منزل سے خوب واقف ہے ہاں اپنا حال جو نیک و بد ہو
 اس کو گوش گزار کر دینا چاہیے، ایک شخص نے عرض کی کہ میرے دل میں خیالات بہت
 اٹھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دو تین ہزار نفی اثبات روزمرہ کیا کرے اور ترکیب اس کی

نیاز میں بھی کھانا بد مزہ کر دیتے ہیں، اس کے بعد حضرت صاحب پیر قصوری رحمۃ اللہ
 خدمت میں حاضر ہوئے اور تحفہ رسولیہ کتاب کی ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا چاہتا
 تھا چنانچہ میں وہ عبارت دریافت کیا ہی چاہتا ہے کہ آپ نے مجھ سے تحفہ لیکر وہ صفحہ دکھایا
 ہاں لکھا ہوا تھا کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بد مزہ کھانے کو جی نہ چاہا تو نہ
 پایا کرتے تھے لیکن نام نہیں رکھا کرتے تھے پھر آپ کے کشف کا ذکر آیا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں قصور میں صحرا سے آ رہا تھا تو چند عورتیں آ رہی تھیں۔
 میں نے ان کو دیکھ کر نظریں نیچی کر لیں۔ وہ کہنے لگیں کہ یہ مرد نہیں عورت ہے چنانچہ جب
 میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ قصہ فرمایا کہ حضرت شیخ سعدی
 شیرازی حسین شخص تھے سیر کے واسطے ہند میں آئے ملتان سے اس طرف آ رہے تھے
 اور اپنی شکل چھپانے کے واسطے گھونگھٹ کیے رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک جھرمٹ عورتوں
 کھسامنے آیا ان کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ یہ کوئی عورت ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ ملک
 نہایت بے شرم ہے چنانچہ پھر وہاں سے چلے گئے۔

۲۳ جمادی الثانی یوم دو شنبہ ۱۳۰ھ کو کھترین حاضر حضور تھا کچھ ذکر پوشاک کا
 آیا آپ نے فرمایا کہ کوئی لقتبندی چلا جا رہا تھا راستہ میں کسی جگہ سماع ہو رہا تھا بھہر گیا
 سننے لگا سن کر کہنے لگا کہ سماع ایک ملک چیز ہے اسی لئے حرام ہوا اور حبان بجاں
 آفرین دے دی۔

کچھ خوش خلقی کا ذکر تھا کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولوی روم چلے جا رہے

تھے رستے میں ایک یہودی سے ملاقات ہوئی، اس نے آپ کو جھک کر سلام کیا، مولانا نے اس کے قدم چوم لئے، کسی نے عرض کیا یہودی ہے آپ نے اس کے قدم چومے تو کہ یہ تو موسوی ہو کر ہم سے اس اخلاق سے پیش آئے اور ہم محمدی ہو کر اس کو اپنے سے فرس میں بڑھنے دیں۔

۲۸، جمادی الثانی یوم شبینہ ۱۳۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ بے ادب شخص چاہے طلاق کا ہو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۹، جمادی الثانی یوم یک شبہ کو آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی داخل طریق نہ ہو تو چندان مضائقہ نہیں، داخل ہونے کے بعد بے استقامتی غضب ہے۔

پھر کچھ ذکر غیرت بزرگوں کا آیا، آپ نے فرمایا کہ سرمند شریف پہلے خوب آتھی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کسی سے زنا سرزد ہوا اس کی غیرت سرمندا جڑ گئی، اور صاحبزادے ادھر ادھر ہو گئے، حضرت مجدد الف ثانی کا مزار پر جب اکالیے سکھ اٹھانے لگے تو خود بخود چیت گر پڑے، حضرت شاہ بھیکہ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد سے تھے جب ان کی قبر کھودنے لگے دو تلواریں نکلیں اور اکالیوں کا سر کاٹ ڈالا لیکن اہل کشف سے معلوم ہوا کہ یہ امر مجدد صاحب کے خلاف منشا واقع اور ان سے کہا کہ اگر تم کو کرامتیں دکھلانی ہیں تو کسی اور جگہ دکھاؤ لیکن اس کے بعد اکالیوں نے قبروں کا کھودنا موقوف کر دیا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت شیخ عبداللہ صاحب کو سخت سست

یہ سی تھی آپ نے حاضرین مجلس میں سے کسی شخص سے کہا کہ اس کو مارو، اس نے تامل کیا وہ عورت فوراً مر گئی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا خون تیرے ذمہ ہے اگر وہ اس کو مارتا تو قہر خدا جو جوش میں تھا وہ کم ہو جاتا اور اس کی جان بچ جاتی۔ فرمایا کہ یہ کچھ ضروری نہیں کہ جو شخص یا جو مرید اولیاء اللہ یا اپنے پیر کو آزار پہنچائے، اسکو صدمہ نقصان جانی یا مالی خواہ مخواہ پہنچے۔ ان بزرگوں کے فیوض سے محروم رہنا ہی نقصان عظیم ہے۔

۳۰ جمادی الثانی یوم دو شنبہ ۱۳۰۰ھ کو آپ نے فرمایا کہ بعض آدمی بہت ورد و وظائف اور روزہ نماز کرتے ہیں، ان کی استعداد زیادہ نہیں ہوتی اور بعض زنداوباش ہوتے ہیں اور استعداد ہوتے ہیں فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص خواہ وہ کسی طریقہ میں ہو، اس کی طریقیں ترقی ہوتی رہتی ہے پھر وہ اگر کسی صادق الطریقہ کی خدمت میں حاضر ہو تو وہیں اس کی توجہات ہوتی راستی کے راستہ سے واپس لا کر راہ راست پر ڈال دیتی ہے، اور اس میں بہت دقت اور دیر ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی استعداد بھی اسی عرصہ میں ضائع ہو جاتی ہے اور زندگی استعداد قائم رہتی ہے اور اگر کسی راست طریقہ والے ہاتھ پڑ گیا، تو بہت جلد درست ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص فاسق و فاجر داخل طریقی ہوا، فی الفور موثر ہوا۔

پھر کچھ ذکر راستی کا ہوا، آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بہیل نامی حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت مولانا نے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے عرض کیا بہیل۔ پوچھا کہ پیشہ کیا ہے، کہا چوری پھر پوچھا کہ تیرے دادا کا کیا چوری، عرض کیا کہ

سات پشت تک مجھے معلوم ہے کہ پیشہ چوری تھا۔ حضرت مولانا اس بات سے بہت خوش ہوتے اور فرمایا کہ جو یہاں آتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایسا ہوں۔ اور میرا بات ایسا ہے تو نے سچ کہا چنانچہ اس بات سے مولانا کی طبیعت کا میلان اس طرف ہو گیا اور آخر الامر وہ ان کے حلیفوں سے ہوتے۔ چنانچہ حضرت سلیمان تونسوی والے کے پیر بزرگ تھے اور حضرت مولانا نے ان کا نام نور محمد رکھ دیا۔

۲۔ رجب المرجب یوم پنج شنبہ کو صبح کے وقت یہ غلام حاضر حضور تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی کو دو طرح سے تربیت ہوتی ہے۔ ایک تو جمالی طور سے اور ایک جلالی طور سے۔ فرمایا کہ حضرت صاحب قصوری کے وقت میں میری تربیت جمالی طور سے ہوئی۔ اور مجھے تسکین قلب حاصل ہوا۔ اور بے شمار بشارتیں ہوئیں۔ اور اب قدرے جلالی طور سے ہیں کہ لوگ مخالف ہوتے ہیں اور ایذا پہنچاتے ہیں۔

فرمایا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کشتی کے انتظار میں دریا پر کھڑے تھے۔ اتنے میں حبیب عجمی آئے اور دریافت کیا کہ آپ کیوں کھڑے ہیں۔ فرمایا کہ کشتی کے انتظار میں کہا کہ کشتی کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ پر یقین چاہیے اور یہ کہہ کر پیر رکھ کر پار ہو گئے۔ اور صرف قدم ہی تر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواجہ عجمی کا عروج تھا۔ کہ نظر اسباب کی جانہ کم تھی۔ بلا کشتی پار ہو گئے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا نزول تھا اس لئے ان کی نظر عالم اسباب کی جانب تھی اور کشتی کے انتظار میں کھڑے رہے۔

۶۔ رجب المرجب یوم شنبہ ۱۳۰ھ آپ نے فرمایا کہ مراقبہ کے تین معنی

ہیں ایک مراقبہ رقبہ سے ہے اسکے معنی گردن جھکانا ہے۔ یہ مبتدی کا ہے کہ صرف

شکل ہے حقیقت نہیں دوسرا مراقبہ رقیب سے ہے اور اس کا معنی نگہبانی کے
ہیں یعنی نگہبانی خیالات کی کرنا اور یہ نصیب متوسطان ہے تعمیر مراقبہ رقیب سے
ہے اور رقب انتظار فیض کو کہتے ہیں یہ نصیب مہوشاں ہے

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی موثر نہ ہوتا تو امر و قوف قلبی کرے۔ و قوف قلبی ہلکا
ہلکا صاحبزادہ کو فرمایا کہ مزار پر جا کر ہر ایک مقام پر تین تین توجہ لو۔

۷۔ رجب المرجب یوم شنبہ ۱۳۰۷ھ کو آپ نے فرمایا کہ مدار کار و چیزوں پر ہے
ایک توجہ مرشد پر دوسری اتباع شریعت پر فرمایا کہ آدمی کو چاہیے احد من الناس بنا رہے
اس کمترین کو فرمایا کہ شہر جا کر حضرت قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے مکانات و نشست گاہ

و مسجد دیکھ آؤ۔
۹۔ رجب المرجب یوم پنج شنبہ ۱۳۰۸ھ کو لاہور سے سرسند شریف تشریف لائے
۱۰۔ رجب المرجب ۱۳۰۸ھ یوم جمعہ کو آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اکثر خلفاء
قطب ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ ایک شخص طالب علم تھا اس کے دل میں حضرت صاحب موصوف
کے اوصاف سن کر ذوق و شوق پیدا ہوا اور در دولت خانہ پر حاضر ہوا کسی شخص
نے عرض کی کہ ایک شخص غریب سا حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ بلالو پچانچو وہ بلا یا گیا
اور کچھ مدت خدمت میں رہا اور اس کو اجازت فرمائی سننے میں آیا کہ وہ قطب بنا۔
۱۳۔ رجب المرجب یوم دو شنبہ ۱۳۰۸ھ بعد نماز اشراق آپ حجۃ اللہ لشنبہ
خواجہ محمد معصوم و حضرت شیخ سیف الدینؒ کے مزار پر تشریف لے گئے حضرت صاحبزادہ

کو استغراق میں آواز آتی تھی، آپ نے سن کر یہ فرمایا ہے
 عشق معشوقاں نہاں است و شیر
 عشق عاشقاں باد و صد طبل و نغیر
 لیک عشق عاشقاں تنہ ذہ کند،

عشق معشوقاں خویش فریب کند

کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو حرم تھیں فرمایا کہ وہ تو حرم اور معنی
 سے تھیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمہ تن رجوع الی اللہ تھا اور مخلوق
 کی جانب نہایت کم توجہ تھی اور یہ بات مضر تکمیل ارشاد ہے کیونکہ تکمیل ارشاد کے واسطے
 میلان باخلق ضروری پس اس میلان کے واسطے تو حرم کی گئی تھیں اب اس زمانہ
 میں رجوع الی اللہ مطلق نہیں ہے اگر کسی کو بقدر ذرہ ہو بھی اور اس نے نکاح کر لیا تو بالکل
 اس طرف متوجہ ہو گیا، ادھر کا رشتہ منقطع ہو گیا، اب خیال کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تو حرم کرنے میں یہ حکمت تھی اور خلق کو یہ ہدایت ہو، اوروں کے نکاح کرنے
 سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو کچھ نسبت تھی وہ بھی جاتی رہی۔

بہ میں تفاوت راہ از کجا است تا بجایا

ایک روز آپ نے فرمایا کہ مبتدی کو نامحرم کی نظر سخت مضر ہے۔
 بنا محترم نظر دل را کند کور زد دولت خانہ قرب انگذ دور
 سالک کو چاہیے مصطلحات حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کو دستور العمل کرے جس
 میں کہ یہ سب شرائط پائی جائیں۔ وہ پورا غوث و قطب ہوتا ہے، ایک روز آپ نے

فرمایا کہ نظر القافی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔ نظر القافی ایسا کرتی ہے جیسا کہ آندھی سے درخت کو ضرر پہنچتا ہے۔ اور نظر قصداً تو ایسی ہے کہ گویا درخت کو بیخ و بن سے کاٹ ڈالا۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے مکان سے حضرت پیر قصوری کی زیارت کے واسطے چلا۔ ایک شخص سے بلا اس سے کہا کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم کچھ پیغام دیتے ہو۔ اس نے کہا کہ میری جانب سے یہ عرض کرنا کہ میں نے جو اپنے لڑکے کو مرید کرایا تھا، اس سے یہ منظور تھا کہ اس کو خدا کا راستہ معلوم ہو لیکن وہ بالکل دنیا میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ پیغام سن کر وہ شخص چلا گیا اور اتفاقاً اس جگہ وارد ہوا، جہاں کہ اس شخص کا جس نے پیغام دیا تھا، لڑکا تھا نیدار تھا، اس کے پاس گیا اور کہا کہ میں قصور جاتا ہوں۔ تم بھی چلتے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھ کو فرصت نہیں۔ سلام کہہ لو، یہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور چار روز تک اس تھا نیدار کے باپ کا پیغام دنیا بھول گیا۔ چوتھے روز اس نے کہا کہ فلاں شخص مجھ کو بلاتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میں نے اپنے لڑکے کو اس واسطے بیعت کرایا تھا کہ کچھ خدا کا راستہ معلوم ہو لیکن وہ بالکل دنیا میں پھنسا ہے۔ یہ کہہ رہا تھا کہ وہ لڑکا فقیرانہ شکل میں موجود ہوا اور کچھ پنجابی شعر جو حضرت قصوری کی شاعرانہ میں اس نے خود تصنیف کئے تھے پڑھتا تھا، آپ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ وہ آگیا تم تو کہتے تھے کہ دنیا میں پھنسا ہے۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ جب حضرت قصوری رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے بعد اقلتا سلوک قصور میں تشریف لائے اور مسجد میں حسب فرمودہ حضرت شاہ صاحب اپنے ذکر

فکر میں مشغول ہوتے تو اکثر لوگ درپٹے ایذا رسانی ہوتے اور کچھ نقصان مالی بھی پہنچایا تو حضرت قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں اپنے مصائب کا ذکر لکھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عین فقر ہے ایک روز آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کی نسبت دریافت کرنی ہو تو اس کی یہ ریگب ہے کہ اول اپنے تئیں نسبت سے خالی کرے۔ اور بعد لو اس شخص یا قبر جس کی نسبت دریافت کرنی ہو متوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ جیسا پرتوہ پڑے بموجب اس کے قیاس کرے۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ اصل فائدہ کمالات نبوت کا یہ ہے کہ اتباع لما جاء بہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو۔ قرآن شریف پڑھنے سننے سے لذت ہو اور فرمایا کہ جب میرا مراقبہ کمالات نبوت تھا تو کھانے اور پینے کا بالکل ہوش نہ تھا۔ انبیاء کے حالات سننے کو جی چاہتا تھا کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ و علیٰ هذا القیاس جب کمالات رسالت و کمالات

ادلو العزم میں کتاب بھی یہی کیفیت تھی۔ نعمت پروردگار

اعلیٰ حضرت للہی کے ملفوظات شریف کا طویل انتخاب جناب محمد حسن خان صاحب کی کتاب (ملفوظات شریف) سے لیا ہے۔ انہوں نے یہ ملفوظات ایک کتابی شکل میں جمع کر کے چھپوا دئے تھے۔ بعینہ ان کے الفاظ میں یہ انتخاب ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ یہ لہفون و

سلوک کے حقائق و دقائق کا ایک مفید ترین مجموعہ ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام جب پڑھیں گے

تو بفضل تعالیٰ محظوظ ہوں گے اور سالکانِ طریقت کے لئے تو ایک مرشد کا کام دیں گے۔

اعلیٰ حضرت کی سوانح کے ساتھ اگر یہ ملفوظات نہ ہوتے تو کتاب نامکمل ہوتی۔ میری کتاب

کے یہی جان ہیں اور انہی کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

قلم لشکن سیاہی ریزہ کاغذ سوز و دم درکش

کہ حسن این قصہ عشق است در دفتر کے گنج

کچھ تصوف کے بارے میں



تصوف لغتہ صوف پہننے یا صفائی حاصل کرنے کو کہتے ہیں اصطلاحاً ان حقائق و معارف کا براہِ راست ادراک کرنے کی سعی ہے جو سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف ہوتے تھے۔ علماء ربانین کے نزدیک طہارت چار قسم پر مشتمل ہے۔ ۱۔ طہارت ظاہر
۲۔ طہارت باطن۔ ۳۔ طہارت دل۔ ۴۔ طہارت سر۔

طہارت ظاہر تو مشہور ہے اور طہارت باطن سے مراد لغتہ حرام و مشروبات حرام سے باطن کو پاک رکھنا ہے۔ طہارت دل ! دل کو صفاتِ مذمومہ یعنی کینہ و حسد و مکر و خیانت لہف و عداوت اور محبتِ دنیا سے پاک رکھنا ہے طہارت سر غیر اللہ سے خیالات ہٹالینا مراد ہے۔ طہارت ظاہر تو ہر خاص و عام کا حصہ ہے لیکن باقی طہارتیں خواص کا نصیب ہیں۔ جو تزکیہ نفس اور مجاہدہ سے جلا حاصل ہونے کے بعد یہ پاکیزہ حالتیں باطن میں جا کر ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کا جب بندے پر فضل و العوام ہوتا ہے تو اس کے خیالات و احساسات کا رخ اپنی طرف پھیر دیتا ہے، اس تخلیق انسانی میں طلب و جستجو کا ایک مادہ رکھا ہے یہ مادہ محبت کھوڑا ہو یا زیادہ بندے کو محبوب حقیقی کی جستجو میں سرگردان رکھتا ہے۔ اس کو انما یہ جوہر کا نام صوفیا کی اصطلاح میں استعداد ہے جب اس جوہر لطیف پر قوت حیوانی کا غلبہ ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اصل راستہ سے ہٹ کر مجاز کے گردابوں میں بھٹکنے

لگتا ہے۔ گم گشتہ راہ کی طرح مارے پھرنا ہے۔ لیے وقت اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہی کسی خوش قسمت کی دستگیری کر سکتا ہے۔ اس کو خواہشات کی بھول بھلیوں سے نکال کر سیدھے راستے لاسکتا ہے۔ ورنہ بقول مولانا رومؒ

پایہ آخسر آدم است و آدمی گشت محروم از مقام محرمی

گرنہ گردد باز مسکین زین سفر نیست از دے محکس محروم تر

اس بھٹکے ہوئے راہی پر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نوازش کرے تو اس کا تعلق

کسی اپنے پیار بندے سے جوڑ دیتا ہے اور اپنے راستوں میں سے کسی رستے پر ڈال دیتا ہے

تاکہ ربوبیت کے حریم باز سے پردے اٹھا کر عشق حقیقی سے سرشار کرے۔ ان ہی راستوں میں سے لقتبندی، قادری، چشتی اور سہروردی وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسانی طبائع بنائے ہیں اسی طرح ان طبائع کے موافق اپنے

تک پہنچنے کے لئے طریقے وضع کر دیئے ہیں تاکہ حسب استعداد ہر کوئی اپنا راستہ ڈھونڈے

مجھے اس وقت طریقہ عالیہ لقتبندیہ کا کچھ حال بیان کرنا ہے۔ گو میری ناقص استعداد

سے یہ حال بالاتر ہے تاہم جو کچھ بزرگوں سے سنا ہے، یاد رکھنا ہے اختصاراً اس کے مطابق

کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ یہ لقتبندیہ سلسلہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

منسوب ہے۔ اسی نسبت عالی کے سبب یہ طریقہ اقرب طریقوں میں شمار ہوتا ہے

اس میں کوئی بہت بڑی ریاضت یا کوئی علیحدہ محنت شاقہ نہیں ہے۔ مرشد کامل کی نظر

عنایت اور توجہ سے حصول مقامات کا راستہ طے ہوتا جاتا ہے چاہئے کہ مرتبی کامل و اکمل

کسی شیخ طریقت سے مجاز ہو، پھر خود بھی اور اس کے طالبین بھی شریعت حقہ اور سنت

پر پورے پابند ہوں۔ اس طریقے میں سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر چلنا بدعات سے اجتناب کرنا اور رزائل انسانی کو ترک کرنا ہی مجاہدہ و ریاضت ہے، رزائل انسانی سے مراد نخل و حسد کبر، خود نمائی غیبت و بہتان طرازی وغیرہ ہیں۔

حضرت احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک خلیفہ کو اجازت دیتے وقت

یہ دستاویز دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :

شَرَطُ الْاِجَازَةِ الْاِسْتِقَامَةُ عَلٰی الشَّرِيعَةِ وَاتِّبَاعِ
السَّنَةِ وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الدُّنْيَا
وَالْاِقْبَالِ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَرَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْغَيْبَةِ
وَالنَّمِيمَةِ وَالْكِبْرِ وَالْحَسَدِ وَغَيْرِهَا مِنَ الصِّغَاتِ الرَّزِيَّةِ وَالْاَفْعَالِ الدَّنِيَّةِ
ترجمہ: اجازت کی شرط یہ ہے کہ وہ شریعت پر استقامت رکھے، اتباع سنت ہو بدعات
سے بچے دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف جائے، ذکر و فکر میں ہمیشہ رہے، غیبت کرنا،
چغلی کھانا، کبر و حسد جیسے اوصاف رزیلہ اور گھٹیا کاموں سے پرہیز کرے یعنی اجازت کی
شرط ہے، کہ مذکورہ شرائط پر خلیفہ کا رہنا ہے، ورنہ یہ خلافت ہر اس وقت کالعدم ہو
سکتی ہے، جبکہ یہ شرائط معدوم ہو جائیں، اذافات الشرط فافات المشروط
اتباع سنت اور استقامت علی الشریعت کے ساتھ ذکر و فکر اور اعمال پر کار بند ہونا
اس طریقہ عالیہ کے اہم لوازمات میں سے ہے یہاں سے سالک کے لئے مخصوص مجاہدہ
شروع ہوتا ہے، جو سالک میں اور دوسرے نیک کاموں میں امتیاز پیدا کرتا ہے، حضرت سید
جو اعلیٰ حضرت للہی کے اجل خلفا میں سے ہیں، اپنے فخر نامہ میں فرماتے ہیں،

فَقَدْ سَأَلَنِي سَائِلٌ بِلِسَانِ الْحَالِ عَنِ مَعْنَى الْفَقْرِ فَقُلْتُ
 مُجِيبًا لَكَ تَرْكُ الْآثَامِ وَالذِّكْرُ عَلَى الدَّوَامِ وَقِلَّةُ الطَّعَامِ
 وَقِلَّةُ النَّيَامِ وَقِلَّةُ الْكَلَامِ وَقِلَّةُ الْإِخْتِلَاطِ مَعَ الْإِنَامِ وَالصَّلَاةُ
 بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَالصَّلَاةُ بِحُضُورِ الْقَلْبِ عَلَى سَيِّدِ الْإِنَامِ
 فَمَنْ عَمِلَ بِمَا حَرَّرْنَا فِئُوتِيهِ اللَّهُ أَجْرًا عَظِيمًا وَمَنْ نَكَثَ
 فَقَدْ خَسِرَ خَسْرَانًا مَبِينًا.

ترجمہ: مجھ سے ایک سائل نے پوچھا کہ فقر کے کیا معنی ہیں میں نے جواب دیا کہ گناہوں
 کا چھوڑنا اور ہمیشہ ذکر کرتے رہنا کم کھانا کم سونا کم لو لانا لوگوں سے کم میل جول رکھنا
 رات کے حصوں میں نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور حضور قلب کے ساتھ سید
 الانام پر درود پاک پڑھنا جس نے ہمارے اس لکھے ہوتے کے مطابق عمل کیا تو اسکو اللہ تعالیٰ
 اجر عظیم عطا کرے گا اور جس نے نہ مانا وہ خسران میں رہے گا۔

اکابر خواجگان نقش بند یہ مجددیہ میں مندرجہ ذیل سلوک کے مقامات ہیں جو سالک
 اپنے مرشد و مربی کی ہدایت کے مطابق طے کرتا ہے بطور خلاصہ وہ درج ذیل ہیں۔
 قلب، روح، ستر، خفی، انخفی، النفس، قالب۔

یہ سات لطائف ہیں ان کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد جنے مراقبات
 ہیں۔ ان کو ولایت کبریٰ یا ولایت علیا کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں: مراقبہ حضور، مراقبہ معیت
 مراقبہ اقربت، مراقبہ محبت نامہ، مراقبہ مسمی الباطن، مراقبہ کمالات نبوت، مراقبہ کمالات رسالت
 مراقبہ کمالات اولوالعزم، مراقبہ حقیقت ابراہیمی، مراقبہ حقیقت موسوی، مراقبہ حقیقت محمدی

راقبہ حقیقت احمدی، مراقبہ حبِ صوفیہ، مراقبہ حقیقت کعبہ اللہ، مراقبہ حقیقت قرآن، مراقبہ حقیقت صلوات، آخر میں مراقبہ معبودیت مطلقہ ہے، ان مقامات کو سالک عبور کرتا ہے، ان کے سیر میں بڑے برکات ہیں۔ سالک کو توجہ الی اللہ پیدا ہوتی ہے اور نسبت میں لذت کیفیت مشروع ہو جاتی ہے، ایک مستی ایک کیفیت طبیعت پر طاری رہتی ہے، لیکن واضح رہے کہ یہ مقصود تصوف نہیں ہے، یہاں کیفیات اور واردات کا اعتبار نہیں، یہ تو طبع انسانی کے افتاد کے مطابق اس پر وارد ہوتے ہیں اور اصل مقصود کی طرف چلنے کا وسیلہ ہیں، مقصود تو اس سے ورار الورا ہے، صوفی کا مطمح نظر ذات باری تعالیٰ ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے، غیر اللہ سے قطع تعلق ہو، دنیا و ما فیہا سے رخ موڑ کر اسی کا ہو رہے، اس کی زندگی اللہ کے لئے وقف ہو جائے۔

ہر بات و حرکت اس کے اشارے پر ہو کسی سے دوستی ہو، عداوت ہو، سب

اللہ کے لئے ہو، اخلاص کا ہمہ تن نمونہ ہو۔

دل کے غم کدے میں وہی بستا ہو

کارا میں است دیگر ہمہ ہیچ

حضرت خواجہ خورشید ابن خواجہ باقی باللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں مقصود ہمیں است کہ ہم دونی بر خیزد، تو نمائی او بماند و بس ہم ابنیا اولیا اللہ بر این اتفاق کردہ یعنی مقصود یہ ہے کہ بندے اور مولیٰ کے درمیان سے دوئی اٹھ جائے اور تونہ رہے، صرف وہی رہے، اور بس اس پر ہی تمام ابنیا و اولیا متفق ہیں، نیز فرمایا کہ چون رفتی فنا است و چون اور در میان آمد، بقا است جب تونہ رہا، تو ہی فنا ہے اور وہ آگیا تو ہی بقا ہے۔

تو مباش اصل کمال ایسے است و بس
تو در او کم شو وصال ایسے است و بس

پس کمال یہ ہے کہ تو نہ رہے، وصال یہ ہے کہ تو اس میں گم ہو جائے، اس مرد جو
سلوک میں جن چیزوں کی سالک کو ہدایت کی جاتی ہے وہ یہ ہیں۔

ہوش درم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت
یاد داشت، مذکورہ اشیا میں گویا فقر کالب لباب سمودیا گیا ہے اور اس کی تعلیمات
کا خلاصہ آگیا ہے اللہ تعالیٰ ان تعلیمات سے ہمیں نوازے۔

دادیم ترا از گنج مقصود دلنشان
ما گرتہ رسیدم تو شاید بر سہمی

حضرت مرزا مظہر جان جانا اپنے معمولات میں لکھتے ہیں کہ صوفیاء کرام نے سلوک کی نہ
مقامات عشرہ پر رکھی ہے جس کا پہلا مقام توبہ ہے اور آخری رضا ہے ان کے درمیان آٹھ مقامات ہیں
ہیں زہد و لوکل و قناعت و عزلت و لزوم ذکر۔ توجہ و صبر و مراقبہ، حضرت امام غزالی
اور حضرت خواجہ باقی اللہ بھی یہی فرماتے ہیں جب کوئی بلند استعداد سالک یہ مقامات عشرت
طے کرتا ہے تو وہ خوش نصیب اپنی سعادت پر فخر کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ
ساری گھاٹیاں عبور کر کے تاج سعادت سر پر رکھے ہے اور دنیا کیلئے ایک نمونہ
ہو بیٹھا ہے تاکہ ایک عالم اس کے نور ہدایت سے فیض یاب ہو۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ زَوَالِفُ الْعَظِيمِ۔

تصوف کی تعلیمات کتنی صاف اور واضح ہیں افسوس کہ اس زمانے کے بعض مدعیان تصوف ان اصولوں کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں۔ کوئی خلافت کا متمنی ہے کوئی شہرت کے درپے ہے کوئی ابلاغ کا بہانہ بنا کر اپنا مطلب نکالتا ہے کوئی چاہتا ہے تصوف کا لبادہ اوڑھ کر ہر قسم کے مکروہات کا مرتکب ہو۔ یہ سب نفس کی شرارتیں اور باطنی بیماریاں ہیں۔ ایسی چیزوں کا تصوف سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ کیا جانیں کہ حقیقت ایسی فانی خواہشات سے کتنی بلند ہے یہ تو ایک عام سطح کی سوچ سے بھی باہر نہیں نکلے۔

کجا ماؤ کجا زنجیر زلفش

کہاں عبودیت کا بلند پایہ اور کہاں نفسِ حسیس کی شرارت۔
 ۛ بہ ہیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

ۛ ایں مدعیان در طلبش بے خبر اند
 کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد



اصطلاحات تصوف

تصوف:

یہ ان حقائق و معارف کا براہ راست ادراک حاصل کرنے کی سعی ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف ہوئے تھے۔

نبوت

نبوت کے معنی غیب کی خبریں دینا اسلام میں اس کے معنی اس مقام کے ہیں جہاں ایک انسان برخلات ولایت کے محض فضل خداوندی سے محض فضل و انعامات کا مورد بنتا ہے اور انسانی ہدایت کے لئے خداوند تعالیٰ کے پیغامات نازل ہوتے ہیں۔

ولایت

ارتقائے روحانی کا وہ مقام ہے جس میں سالک کو یقین ہو جاتا ہے کہ اسی کو قرب خداوندی حاصل ہو گیا ہے اگرچہ بغیر توفیق الہی کے نہیں لیکن ہر شخص اپنی جدوجہد سے اس پر فائز ہو سکتا ہے گویا ولایت ایک گونہ کسبی کمال ہے۔

سُلُوک

روحانی مدارج کو طے کرنے کے راستے کا نام سلوک ہے اس سے ایسے سفر کی حیثیت سے تصور کیا گیا ہے جو اپنے اللہ علی شانہ تک کیا جائے۔

سیراکی اللہ

سیر یعنی پھرتا صوفیہ کی اصطلاح میں مجاہدہ کی انتہا کا نام سیراکی اللہ ہے جیسے کہ کوئی طالب علم ابھی درسی کتابوں میں مشغول ہے اور ختم نہیں کیا تو اس کو سیراکی الکتب کہیں گے۔ یا جیسے کوئی مسافر دہلی جاتے کے لیے راستہ کے کٹھن مراحل طے کر رہا ہے تو اس کو سیراکی دہلی کہیں گے۔

سیر فی اللہ

جب سالک اس مقام سے گزر کر یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ذات الہی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو اس مقام کو سیر فی اللہ کہا جاتا ہے جیسے کوئی طالب علم کتب درسیات ختم کر کے مطالعہ کرے تو اس کو سیر فی الکتب کہیں گے یا جیسے دہلی کا کوئی مسافر متزیلے طے کرنے کے بعد دہلی پہنچ گیا اور وہاں سیر تماشا کرنے لگا تو اس کو سیراکی دہلی کہیں گے۔

علم ظاہر

اصطلاح تصوف میں علم ظاہر سے مراد وہ علم ہے جس سے عام علم کہا جاتا ہے مثلاً تفسیر، حدیث فقہ، علم کلام و فلسفہ وغیرہ، علمائے ظاہر وہ کہلاتے ہیں جو معنی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی صورت لفظی سے ہدایت اخذ کرتے ہیں دوسری تعریف یہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری اعمال و افعال کا نام علم ظاہر یا شریعت ہے۔

علم باطن

علم باطن وہ معرفت ہے جو متصوفانہ جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے علمائے باطن وہ ہیں جو اللہ جل شانہ کے حقائق مکنوزہ کابلہ واسطہ شہود حاصل کرتے ہیں دوسری تعریف یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی کیفیات و واردات کا نام علم باطن یا طریقت ہے۔ جو خوش نصیب ایسی کیفیات سے بہرہ ور ہیں وہ علمائے باطن کہلاتے ہیں۔

طریقت

طریقت سے مراد ہے تزکیہ روحانی کے ذریعہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ۔ جو اسلام کے اعمال و عبادات کی حقیقی لذت و ذوق سے سرشار کرتی ہے۔ یہ روح شریعت کہلاتی ہے جس کے لئے صوفیاء بعض زائد از فرائض

ریاضیات و مجاہدات اختیار کرتے ہیں۔

شرعیّت

شرعیّت سے مُراد اسلام کا وہ قانون جو اعمال و عبادات کی صورتیں متعین کرتا ہے۔

معرفّت

معرفّت سے مُراد ہے اللہ تعالیٰ کی پہچان جو روحانی ارتقاء صفائی یاطن اور تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔

حقیقت

حقیقت سے مراد وہ حقیقت ہے جو شرعیّت میں مُقہر ہے تو ریاضات سے حاصل ہوتی ہے۔

سکر

اس کے معنی ہیں نشہ، یہ سائل کی ایسی حالت کا نام ہے جس سے وہ عشق الہی یا تجلّی ذاتی سے مغلوب ہو جاتا ہے اس کا خود اپنے اوپر اختیار اور محفل کم و بیش زائل ہو جاتا ہے۔

صُحُو

سکر کی صند ہے یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں سالک کو خود اپنے پر اور اپنے عقل و حواس پر پورا قابو ہوتا ہے وہ جذبات سے مغلوب نہیں ہوتا حالت صحو کو سکر سے ارفع و اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

خِلافت

خِلافت کے معنی ہیں مرشد کی تدبیر یعنی یہ کہ مرید نے سیر و سلوک کو تمام کر لیا اور وہ ارتقا کے روحانی میں اس درجہ کو پہنچ چکا ہے جہاں اس کو دوسروں کی تلقین سلوک کا کام تفویض کیا جاسکتا ہے۔

کشف

کشف کے لغوی معنی ہیں کھولنا، نور باطن کے ذریعہ سے واقعات و خفا کو خواہ وہ مادی ہوں یا روحانی کا ادراک حاصل کرنا کشف ہے عموماً یہ صورتِ ذہنی اور علامات کی شکل میں واقع ہوتا ہے

الہام

الہام کے معنی دل میں کسی بات کا پیدا ہونا اصطلاحاً یہ مخصوص ہے اولیاء اللہ کے ساتھ دراصل یہ عالم بالا سے کسی ہدایت کا حاصل ہونا ہے وہ چونکہ

یہ لوری طرح مستحق نہیں ہوتی لہذا اس کی پیروی سب پر لازم نہیں بلکہ اس کا
 لزوم صرف ان کے لیے ہے جن کے لیے یہ حاصل ہو بشرطیکہ احکام وحی کے
 مخالف نہ ہو۔

مشہود

بلا واسطہ ادراک ہے ذات و صفات خداوندی جل شانہ کا یہ لفظ شہادت

جذبہ

وہ ہے جو طالب کو اپنی محبت و عشق کے ذریعہ سے مطلوب تک پہنچائے
 اس میں اس کی اپنی جدوجہد اور ہمت کا دخل نہیں۔

سیر عن اللہ

سالک کو اپنے عروج سے حیب رجعت واقع ہوتی ہے اس حقیقت کا نام
 سیر عن اللہ ہے۔ یہ رجعت باعث ہدایت مخلوق بنتی ہے اور انبیائے علیہ السلام
 کی طرح اپنی ساری قوت اصلاح خلق کی سعی میں صرف کرتا ہے۔

وحی

وحی کے لغوی معنی ہیں حکم یا خبر اصطلاحاً یہ وہ خبر ہے جو خدا کی طرف سے
 بنی آدم کو پہنچتی ہے جو فرشتہ کی وساطت سے ہوتی ہے۔ وہ ہدایت جو وحی کی وساطت

سے ہوتی ہے وہ ہدایت جو وحی کی وساطت سے ہوتی ہے بغایت یقینی اور
سب کے لیے حجت ہے بخلاف الہام کے کہ وہ حجت نہیں ہے

اُولِیِّیَّت

تصوف کی اصطلاح میں جناب رسالتؐ سے براہ راست فیض حاصل کرنے
کو اولییت کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح اولیٰ سے ماخوذ ہے یعنی حضرت اولیٰ قرنی کی
طرف منسوب ہے جو اپنی عمر میں ایک دفعہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو زیارت نہ کر سکے تھے اور آپ کی رحمانیت سے بلا واسطہ فیض حاصل کیا تھا۔

تَحْبَلِیْ اَفْعَال

تحبلی افعال سے مراد یہ ہے کہ سالک پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا اس طرح
ظہور ہو کہ سالک بندوں کے افعال کو اس کے فعل کا ظلال دیکھے اور اس
افعال کو اسی اصل فعل سے معلوم کرے۔

تَحْبَلِیْ صِفَات

تحبلی صفات سے مراد یہ ہے کہ یہ سالک پر اللہ تعالیٰ کے صفات کا ظہور
اس طرح ہو کہ بندوں کی صفات کو حق تعالیٰ کی صفات جانے، علم ممکن کو
علم واجب کا ظل اور اس کے ساتھ قائم کی جائے اسی طرح اس کی قدرت کو
حق تعالیٰ کی قدرت جانے اس کا قیام اسی کے ساتھ تصور کرے۔

تجلی ذات

تجلی ذات ایک ذوقی حالت ہے جس پر وارد ہے وہ ہی جان سکتے ہیں
تحریر و تقریر کے احاطہ میں نہیں آسکتی وَمِنْ لَمْرٍ یُوقِ لَمْرٍ دِرًا جو
مزا نہیں چکھتا، وہ کیسے جان سکتا ہے

ما خود از ملکوتیت امام ربانی

نظریہ توحید، معمولات یہ نظریہ

توجہ

صبح کی نماز اسفار ہونے کے بعد ادا کر لی جاتی اس طرح ظہر اول وقت میں
ادا فرماتے اور عشاء بھی اول وقت میں پڑھی جاتی بعد ازاں تقسیم لنگر وغیرہ ہوتا ظہر
مغرب عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر دعا کرتے پہلے تین بار استغفار
پھر اللہم انت السلام ورحمتک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام پھر فوراً ہی
سنت و نوافل شروع کر دیتے ہر نماز کی فراغت کے بعد دعائیں تین دفع آتہ کریم
رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا اِلٰی اٰخِرَتِہِ طَرَفَتَیْنِ

اعلیٰ حضرت عظیم اکبرکت کے معمولات میں حلقہ توجہ کو بڑی اہمیت حاصل
ہے جو مشائخ عظام نقشبندیہ کا خاص معمول ہے یہ حلقہ توجہ نماز خب ظہر اور مغرب
کے بعد ہوتا اسی مخصوص حلقہ بندی پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے

اپنی تفسیر عزیزی سورۃ استراء میں بالوضاحت رشتی پائی جا سکتی ہے تفصیل کے لیے تفسیر عزیزی ملاحظہ ہو۔

جس کا طریقہ اس طرح ہے کہ طالب ہمہ تن گوش اپنے قلب کی صنوبری شکل پر اپنی قوتیں یکجا کر کے اپنے تصور کو اسی پر مرکوز کر دیتا ہے جس تصور میں صرف اللہ اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں زبان وغیرہ کا دخل نہیں نہ آواز کا ہے۔ یہ سائے اسی تصور پہاں میں گم سم ہوتے ہیں جہاں ماسوا اللہ کا گندہ نہیں ہونے پاتا جب کچھ وقت اسی یکسوئی کے حالت پر گزرتا ہے تو سانس کے اعضاء جو روح پر اضمحلال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ نیند کی مستی ہے حالانکہ قوت حواسیہ پر ذکر کی تاثیرات غالب ہو کر اس کو مغلوب کر رہی ہوتی ہیں۔ اسی کیفیت کو استغراقی حالت سے تعبیر کیا جاتا ہے اپنی استعداد کے مطابق ہر مستدی اس لطف ابتدائیہ سے محفوظ ہوتا ہے پھر جب کچھ عرصہ اسی مشق پر گذرتا ہے تو یہ کیفیت دوامی صورت اختیار کر جاتی ہے جو پہلے وساوس اور خطرات کا ورود تھا وہ زوال پذیر ہونا جاتا ہے جنگل میں منگل کا سماں لگتا ہے تنہائیاں انجن اور میلوں کا لطف دیتی ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

خودی را مردم آمیزی دلسیل نارساہٹا

توئے درد آشنا بیگانہ شوار آت نایہا

دل و دماغ کو پرسکون و طمانیت چھا جاتی ہے طبیعت ایک خاص کیف و مروج سے سرشار رہتی ہے الا بذکر اللہ تلمس القلوب کا مفہوم صحیح طور

یہ بر سمجھ میں آتا ہے۔ صاحب رسالہ نوری کہتے ہیں ے

اطمینان جمعیت قلبی ہو آثار عجیبہ

استحسین آن مرتب ہونڈے کھلے جد نصیبہ !

نال توجہ اہل اللہ سے دل تدھ ہو سی ذاکر

دل ذاکر ایمان نہ ویندا کریں تسلی خاطر

جب ذاکر مذکور میں کم ہو جاتا ہے۔ تو پھر مراقبہ یا ترقب کی ضرورت نہیں

رہتی وہ جہاں کہیں بھی ہونڈ کور اس کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ حالت مستحکم ہوتی

ہے تو وہ دوری کے تصور سے بھی گھبراتا ہے وھو معکما این ما کنتم (یعنی

تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کے مترادف جانفرا کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اکابرین طرفت عالیہ نقشبندیہ اسی کیفیت کو اندراج النہایہ فی البیدایہ فرماتے

ہیں جو اسی طریقہ انیقہ کا خاصہ ہے مولانا روم نے توجہ کے اسی انوکھی عمل

کا اپنے دو شعروں میں ذکر کیا ہے

میر و داز سینہا در سینہا ۔

ازرہ پہناں صلاح و کینہا

بیکہ ہم از آدمی در گاؤ حنہ

میر و دواناٹے عقل و مہنہ

ے رسالہ نوری مولانا اللہ جو ایسا ہے اوریاں کی تصنیف ہے یہ اعلیٰ حضرت

ہلی کے احبہ حلیفہ ہیں ۔

ترجمہ: ایک سینہ سنے دوسرے سینہ میں خفہ راستوں کے ذریعے صلا جبتیں اور
 بعض دکنے چلے جاتے ہیں۔ یہ صرف انسانوں کے ساتھ خاص نہیں
 بلکہ گائے تر حیوانات بھی انسانی عقل و سہر کی تاثیریں اخذ کرتے ہیں۔

والسلام مع تم الكلام

یہ ہر دو شجرہ جات آپ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا
مولوی محمد اللہ ماجوایا صاحب کی تصنیف شدہ
شعروں میں ہیں۔ آخر میں چار شعر بعد میں ملائے گئے ہیں۔

شجرہ نقشبندیہ مجددیہ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جائے دفن

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

مدائن

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ

بسطام

خرقان

گرگاں

فارید علاقہ ٹھوس

ہمدان

غجدوالہ

بحرمت سید عالم سہاری
بحرمت بو بکر جو یار عساری
بحرمت فارسی سلیمان دی بھی
بحرمت قاسم بن بو بکر دی
بحرمت جعفر صادق پیارے
بحرمت بایزید اللہ دے تارے
بحرمت ابو الحسن فیضان دے سائیں
ابو القاسم جیہا بھی ہور نائیں
بحرمت بو علی فارمد دے پیر
ابو یوسف تسمی خلق دے دہیر
بحرمت عبد الخالق غجدوالی

تاریخ وصال

۱۱
۱۲ ربیع الاول

۱۳
۱۴ جمادی الاول

۳۳
۱۰ رجب

۱۰۶
۲۴ جمادی الاول

۱۲۸
۱۵ رجب

۲۳۲
۱۵ شعبان

۲۲۲
۱۰ محرم

۲۹۵

۲۷۷

۵۳۴

۵۷۷

ریوگر	بھی خواجہ ریوگری اُسدی نشانی	۵۶۱۴
اجیر فنوی	بحرمت فنوی محمود انجیر	۵۶۱۵
رامیتنی علاقہ	علی رامیتنی استھیں ہو یا پیر	۵۶۲۱
مشہد رام	بحرمت حضرت بابا سماسی	۵۶۵۵
سونمار	جو ہے سید کلال اُسدی ساتھی	۵۶۶۲
بخارا	بحرمت تاج سببھان خواجگان دا	۵۶۹۱
بخارا	بہاؤ الدین امام نقشبنداں	۵۸۰۲
سمرقند	بحرمت عاشقتاں ذاتِ الہی	۵۸۹۵
جوش	علاؤ الدین تے یعقوب چرخ	۵۹۳۴
استقرار علاقہ سبز	مرید اُسدی ولی احرار آیا	۵۹۶۰
اکڑ	محمد زاهد استھیں فیض پایا	۵۱۰۸۰
دہلی	بحرمت ہردو ماں تے خواجہ درویش	۵۱۰۱۲
سرہند	تہیا بھی خواجگی جتھیں صفائش	۵۱۰۳۲
سرہند شریف	بحرمت خواجہ باقی باللہ مادی	۵۱۰۶۹
سرہند شریف	محب دالہ ثانی دلدی شادی	۵۱۰۹۴
دہلی	بحرمت پیر خلتاں خواجہ معصوم	۵۱۱۲۵
	بحرمت شیخ سیف الدین مرحوم	
	بحرمت سید نور محمد	

ہدایت جس تھیں ہوئی ہے بلا حد

دہلی

بحرمت میرزا منظر معالی

۱۱۹۵ھ

لقب جس سدا حبیب اللہ عالی

بحرمت پیر جس فیضان حبلی ہے

دہلی

جو نام اسدا غلام شاہ علی ہے

۱۲۲۰ھ

بحرمت قطب عالم اوہ حضوری

قصور شریف

غلام شیخ محی الدین مولا قصوری !

۱۲۷۰ھ

بحرمت شیخ دین قیوم اعظم

لہ شریف

غلام احمد نبی محمد دوم عالم

۱۳۰۴ھ

محمد دوست دی حرمت خدایا

۱۳۱۲ھ

میری مشکل دوعالم کرک شایا

لہ شریف

بہ پیر عبد الرسول اللہ ہادی

لہ شریف

۱۳۲۰ھ

مریداں صادقان دے دلدی شادی

لہ شریف

بہ مقبول الرسول آں پیر صادق

۱۳۶۸ھ

حقیقت وج ہے غواص حقائق

بحرمت مفتی و قطب زمانہ

۱۳۷۶ھ

محمد کی عطا ہو جاودانہ

رتہ شریف

۱۰ رجب

بھی مطلوب الرسول عاجز اہلی !
 بھی جو صاحبِ طریقت پیر ہوائی
 گنہ نے عیب ربا جمد کر دور
 محبت اپنی تھیں سینہ پر نور
 ایہ چشمہ فیض دائم رکھ خدایا
 ہے جس تھیں فیض لوکاں عام پایا

وَعَا ۞ ۞ ۞

ٹلے کونین دی آفت تمامی
 ملے دارین دی فوز المرامی
 حیاتی وچ ظفر صحت فراغت
 قناعت امن عزت تے سخاوت
 عقائد ٹھیک تعمیل شریعت
 محبت معرفت کشف حقیقت
 بروزِ حشر عفو و کامرانی
 پچھا نواں عرش واکوثر واپانی
 ملے بن جاچ تے دوسری عطائی
 لقا ربی معیت مصطفائی

۱۲۳
شجر عالیہ قادریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تاریخ وصال

جلے دفن

مدنیہ منورہ	خدا وندا طفیلوں پیر کلد کے	۱۱
زواح کوفہ یا نجف	محمد مجتبیٰ ہادی سبلدے	۲۰
بصرہ	طفیلوں یار اسدے شاہ مرواں	۱۱۰
بصرہ	حسن بصری بھی ہے درماں درواں	۱۲۱
کوفہ	طفیلوں شیخ عجمی پر صفائی	۱۴۵
کرخ	طفیلوں پیر کرخی فیض مالک	۲۰۰
بغداد شریف	طفیلوں شیخ سری مرد سالک	۲۵۳
بغداد شریف	مرید اس دا جو ہے جنید والی	۲۰۲
بغداد شریف	طفیلوں اس دی تے شیخ شبلی	۳۳۲
بغداد شریف	طفیلوں عبد واحد بو الفرخ بھی	۲۲۶
	علی بہکار تے بو الحسن نامی	۲۸۶
ابوسعید مخدومی	طفیلوں شیخ مخدومی مکرم	۵۰۸
بغداد شریف	طفیلوں پیر پیراں غوث اعظم	۵۴۲

جلدِ دُفین

بغداد شریف

مرید اُس دے طفیلوں عبد رازق

۵۹۵ھ

طفیلوں شیخ شرف الدین مشتاق

۵۷۳ھ

طفیلوں عبد و ہابی حضوری !

۴۰۳ھ

ہباؤ الدین سید ہے حضوری

طفیلوں پیر و چہ دربار منظور

جو ہے سید عقیل اُس نام مشہور

طفیلوں شاہ شمس الدین اکمل

مرید اُس دے گدار حمان اول

طفیلوں بو الفضل صاحب معارف

طفیلوں سید شمس الدین عارف

گدار حمان دوجے دی طفیلوں

طفیلوں بھی خلیفے شاہ فضیلوں

طفیلوں شاہ کمال کنیت علی دے

طفیلوں شاہ کندر خوش ولید دے

طفیلوں پیر جس دی فیض بے حد

محمد د الف ثانی شیخ احمد

۱۰۳۲ھ

طفیلوں نائب اوس دے خاص فرزند

جو ہے خواجہ سعید اسد احگر بند

۱۰۷۱ھ

سرہند شریف

سرہند شریف

جائے دفن

سریندر شریف

دہلی

دہلی

دہلی

قصور شریف

لہ شریف

لہ شریف

لہ شریف

لہ شریف

طفیلیوں پیر جو عہد لاحد ہے

محمد عابد اسدی بھی مدد ہے

طفیلیوں پیر مرزا حبان جاندے

غلام شاہ علی قطب زمان دے

طفیلیوں غوث عالم پیر نوری

غلام محی الدین مولے قصوری

طفیلیوں قطب عالم بحر فیضناں

غلام احمد نبی محبوب سبحاں

محمد دوست لہی دے طفیلیوں

جو ہے قیوم حق پختہ ولیوں

طفیل عبد الرسول آں پیر ثالث

جو معدن فیض کرمت دے ہیں وارث

ہے مقبول الرسول آں پیر نوری

ہے دربار رسالت وچ حضوری

بحرمت مفتی و قطب زمانہ

محمد کی عطا ہو حیا و دانہ

بھی مطلوب الرسول عاجز ہے بے حد

ہوئے منظور وچ دربار احمد

سلامت نال رکھ ایساں کامل

ہو دے سبناں نوں ہر دم فیض شامل

۱۱۳۹ھ

۱۱۴۰ھ

۱۱۹۵ھ

۱۲۲۰ھ

۱۲۷۰ھ

۱۳۰۴ھ

۱۳۱۷ھ

۱۳۳۰ھ

۱۳۴۸ھ

۱۳۷۴ھ

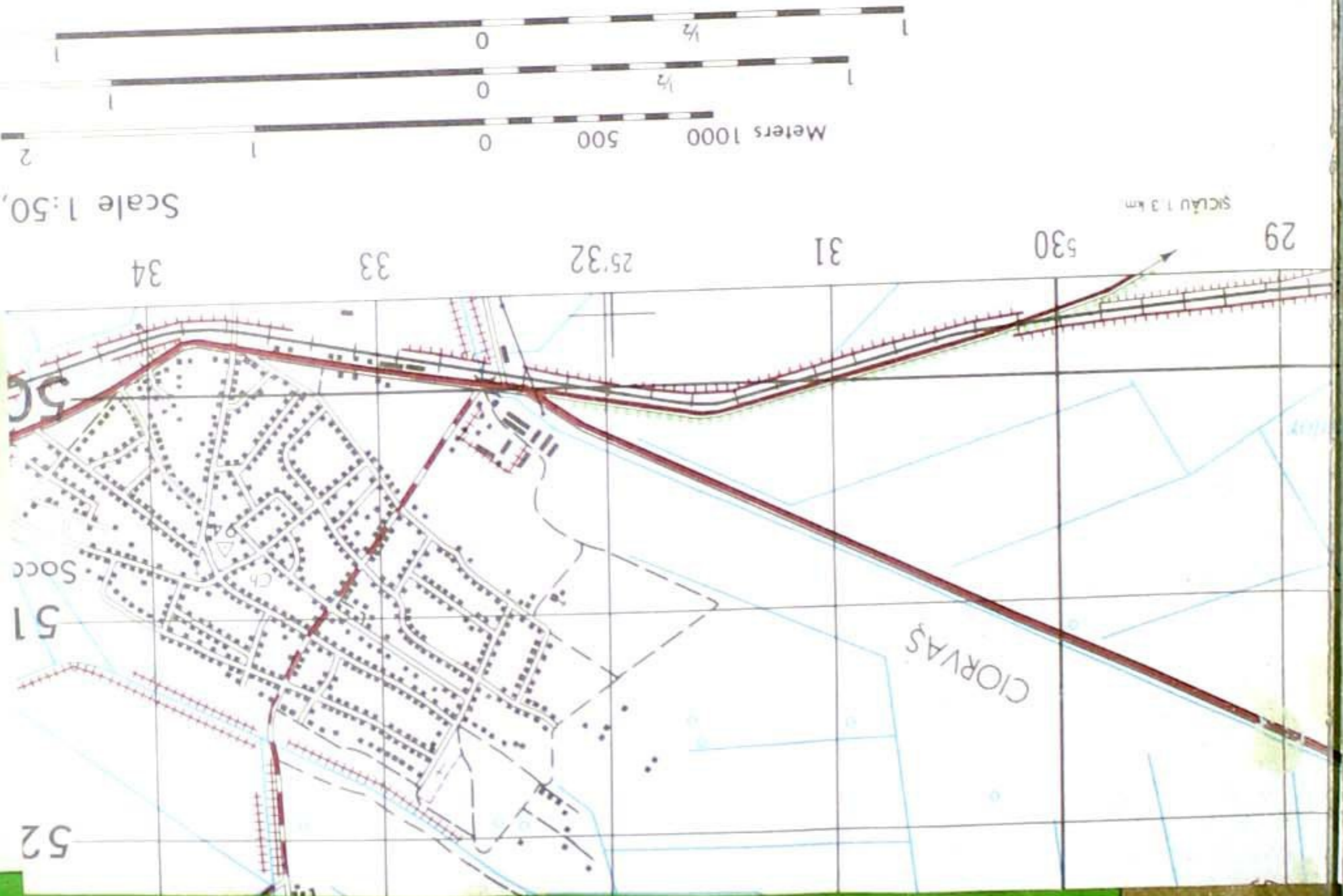
۱۰ رجب

رسالہ نوری

یہ رسالہ مولانا محمد اللہ جوایا صاحب خلیفہ اجل
 اعلیٰ حضرت دہلی کی تصنیف لطیف ہے انہوں نے اپنے
 مرشد کی زیر نگرانی اس کو تصنیف کیا یہ پنجابی منظوم رسالہ
 اپنی مثال آپ ہے اس کے پنجابی اشعار کی چاشنی مولانا
 روم کی مثنوی کی مثال پیش کرتی ہے۔ جسے فاضل
 مصنف نے تصوف اور فقر کے تمام مسائل اس چھوٹے
 سے رسالہ میں سمونے ہیں یعنی فقر کے منازل اس کے
 قواعد، آداب، پرآداب مرید، تیز مقامات مجددیہ طریقہ
 سلوک اور اس کے ضروریات مختصر مگر جامع معانی کے
 ساتھ بیان پہلے گئے ہیں صاحب ذوق دیکھیں اور
 مستفیض ہوں



12A



CONTOUR INTERVAL 20 METERS
SUPPLEMENTARY CONTOURS 10 METERS

SPHEROID
GRID
PROJECTION
TRANSVERSE MERCATOR
MEAN LEVEL OF THE ADRIATIC SEA AT TRIESTE
(MOLO SARTORIO)
WORLD GEODETIC SYSTEM
1,000 METER UTM ZONE 34
HORIZONTAL DATUM
WORLD GEODETIC SYSTEM
PRINTED BY
DMAHTC 6-84

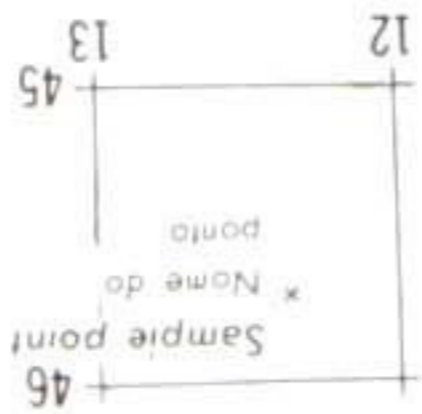
ALANE IS CONSIDERED TO BE 2.5 TO LESS THAN 3.6 METERS (8 TO LESS THAN 12 FEET) WIDE IN ROMANIA AND 2.5 TO LESS THAN 4.9 METERS (8 TO LESS THAN 15 FEET) WIDE IN HUNGARY.

COORDINATE CONVERSIONS WGS TO ED
Grid: Add 69 m.E.; Add 195 m.N.
Geographic: Add 3.2" Long.; Add 3.1" Lat.

100 METER WGS REFERENCE

1. Read large numbers labeling the vertical grid line left of point and estimate (100 meters) from grid line to point
 2. Read large numbers labeling the horizontal grid line below point and estimate tenth meters) from grid line to point. 45 6
- WGS Example: 123456

SAMPLE 1,000 METER GRID SQUARE
ESEMPIO QUADRATO DI 1,000
METRI DI LATO



100,000 M. SQUARE IDENTIFICATION
IDENTIFICAZIONE DI QUADRATO
DI 100 CHILOMETRI DI LATO

ES

GRID ZONE DESIGNATION
DESIGNAZIONE DI ZONA

34T

WHEN REPORTING ACROSS A 100 METER LINE, PREFIX THE 100,000 M SQUARE IDENTIFICATION, IN THE POINT LIES.

WHEN REPORTING OUTSIDE THE GRID ZONE DESIGNATION AREA, PREFIX THE GRID ZONE DESIGNATION

WGS Example: ES123456
ED Example: ES123456

WGS Example: 34TES123456
ED Example: 34TES124458



